ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۷ نومبر ۱۹۵۹ء
ہدیہ چار آنے
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰہُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰی وَاِذَا اقْتَضٰی (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالے رحم کرے اس شخص پر جو جب بیچتا ہے اور خرید کرتا ہے اور قرض کا تقاضا کرتا ہے تو نرمی کرتا ہے

تشریح۔ اس حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نرم طبیعت والے مسلمان کے لئے دعاء رحمت فرمائی ہے جو خرید و فروخت اور مقروض سے قرضخواہی کے وقت نرمی سے پیش آتا ہے۔ (اللہ تعالے ہم سب کو ایسا بننے کی توفیق دے) آمین

عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَشَاھِدَیْہِ وَقَالَ ھُمْ سَوَآءٌ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ جابرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے۔ کھلانے والے۔ لکھنے والے اور اس کے دونوں گواہوں پر لعنت بھیجی ہے۔ اور آپؐ نے فرمایا۔ سب پر لعنت برابر ہے۔

تشریح۔ سود خواری اعلےٰ درجہ کی بد اخلاقی ہے۔ جو شخص بھی اس میں شامل ہوگا وہ مجرم قرار دیا جائے گا۔ گناہ میں تو سب شامل ہوں گے البتہ حصہ کے تھوڑے یا زیادہ ہونے کا فرق ضرور رہے گا۔

عَنْ اَبِی الْیَسَرِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْہُ اَظَلَّہُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوالیسرؓ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپؐ نے فرمایا جو شخص تنگدست کو مہلت دے یا اُسے معاف کر دے۔ اسے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے گا۔

تشریح۔ یعنی اس شخص کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ گرمی سے بچائے گا۔ یا اسے اپنے عرش کے سایہ کے نیچے بٹھائے گا۔ (لمعات)

عن عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یَزِیْدَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ نَھٰی عَنِ النُّھْبٰۃِ وَالْمُثْلَۃِ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ عبداللہؓ بن یزید سے روایت ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ آپؐ نے لوٹنے اور انسانی اعضاء کے کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔

تشریح۔ ایک حدیث شریف میں ہے جس کا کھانا پینا پہننا حرام کے مال سے ہو اس کی دعا کیسے قبول ہو۔ لہذا لوٹنے والا ایک تو دوسرے بھائی کا مجرم ہوگا علاوہ اس کے عبادت قبول نہ ہونے سے مردود بارگاہ الٰہی بھی ہوگا۔ مثلہ یہ ہے کہ کسی کو ناک یا کان یا کسی اور عضو کے کاٹنے کی سزا دی جائے۔ یہ حرام ہے۔ ہاں قصاص کے طور پر ہو تو جائز ہوگی۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَسْئَلِ الْمَرْاَۃُ طَلَاقَ اُخْتِھَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَھَا وَلْتَنْکِحْ فَاِنَّ لَھَا مَا قُدِّرَ لَھَا (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق نہ مانگے۔ تاکہ جو اس کے پیالہ میں ہے۔ وہ بھی آپ لے لے۔ اور (اسے چاہیئے کہ اس خیال کو چھوڑ کر) نکاح کر لے۔ کیونکہ اسکی تقدیر اس کے ساتھ ہے۔

تشریح۔ اس حدیث شریف میں سوکن کے لئے بہن کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ دین میں بہن ہی ہے اور بہن کا لفظ اس لئے استعمال کیا گیا ہے۔ تاکہ یہ سوکن اس کے ساتھ بہنوں کا سا سلوک کرے۔ "جو اس کے پیالہ میں ہے وہ بھی آپ لے لے" سے مراد یہ ہے کہ خاوند جو حقوق اس کے ادا کر رہا ہے وہ بھی اُسے ہی مل جائیں۔ اس خیال سے پہلی کو طلاق نہ دلوائے۔ جو مقدر ہے مل رہے گا۔

عَنْ عَائِشَۃَؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَۃِ مَا یَحْرُمُ مِنَ الْوِلَادَۃِ (رواہ البخاری)

ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس قدر نسبی رشتے حرام ہیں اسی قدر رضاعی رشتے بھی حرام ہیں۔

تشریح۔ البتہ بعض مسائل میں فرق ضرور ہے۔ جن کی تفصیل فقہ کی کتابوں سے مل سکتی ہے۔ مثلاً رضاعی بہن کی ماں اس لڑکے کے حق میں حلال ہے۔ یا رضاعی بیٹے کی بہن اس شخص کے لئے حلال ہوگی۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ مَا اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ نِّسَآئِہٖ مَا اَوْلَمَ عَلٰی زَیْنَبَ اَوْلَمَ بِشَاۃٍ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا۔ جیسا ولیمہ آپؐ نے حضرت زینبؓ کے نکاح پر کیا۔ ویسا دوسری بی بیوں میں سے کسی کا نہیں کیا۔ (زینب کے نکاح پر ایک بکری سے ولیمہ کیا)

تشریح۔ ولیمہ کرنا سُنت ہے۔ دو چیزوں کا لحاظ اس میں ضرور رکھا جائے۔ اپنی وسعت کے مطابق ہو اور نام و نمود مطلوب نہ ہو۔ چنانچہ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایسے ولیمے بھی کئے ہیں۔ جن میں نہ روٹی نہ گوشت تھا۔ بلکہ محض کھجور۔ پنیر اور گھی تھا۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ النَّارَ لَا یُعَذِّبُ بِھَا اِلَّا اللّٰہُ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ عبداللہؓ بن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگ کا عذاب سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہ دے

تشریح۔ لہذا کسی شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی مجرم کو آگ میں ڈالنے کی سزا دے۔

هفت روزه خدام الدین لاهور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مورخہ ۲۵ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۷ نومبر ۱۹۵۹ء | شمارہ ۲۹

ہمارے مسیحا

چند روز ہوئے ہمارے وزیر صحت نے پشاور میں ڈاکٹروں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹروں کو اپنے اندر ملک اور قوم کی بے لوث خدمت کا جذبہ پیدا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ وقت کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔

وزیر صحت نے ایک مسلمہ حقیقت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ خدا کرے کہ اس کا خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہو۔ ملک و قوم کی بے لوث خدمت کا جذبہ ایسا مبارک جذبہ ہے۔ کہ یہ جس شخص کے دل میں بھی پیدا ہو جائے قابل صد تحسین ہے۔ خاص کر ڈاکٹروں اور اطباء کے دل میں اس جذبہ کا پیدا ہو جانا تو ملک اور قوم کے لئے بہت مبارک فال ہے۔

ڈاکٹری اور طبابت کا پیشہ بڑا ہی معزز اور مقدس پیشہ ہے۔ اس دنیا کی چند روزہ زندگی میں ہر شخص کا گا ہے بگاہے کسی نہ کسی مرض میں مبتلا ہو جانا بعید از قیاس نہیں۔ خاص کر موجودہ زمانہ میں تو شائد ہی کوئی ایسا خوش قسمت انسان ہوگا۔ جو اپنی ساری زندگی میں کبھی بیمار نہ ہوا ہو۔ اس لئے ہر ایک کو اس زندگی میں ڈاکٹروں یا اطباء سے واسطہ پڑنا یقینی امر ہے۔ اگر ان کے دل میں ملک و قوم کی بے لوث خدمت کا جذبہ ہو تو وہ نہ صرف اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے حلال اور طیب روزی کما سکتے ہیں۔ بلکہ روزانہ سینکڑوں دکھی دلوں کی دعائیں لے کر اپنے اور اپنے بال بچوں کے لئے دنیا اور آخرت میں راحت و آرام کا سامان بھی مہیا کر سکتے ہیں۔ شاید کسی نے انہی لوگوں کے حق میں کہا ہے۔ ہم خرما و ہم ثواب۔

یہ تو تصویر کا ایک رُخ ہے۔ جس کا تعلق ہماری آرزوؤں اور خواہشوں سے ہے۔ اب ذرا تصویر کا دوسرا رُخ بھی ملاحظہ کیجیے۔ قوم کے دوسرے افراد کی طرح ڈاکٹروں اور اطباء کی اکثریت بھی ہوس زر کا شکار نظر آتی ہے۔ انہوں نے اس مقدس پیشہ کو زیادہ سے زیادہ دولت کمانے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ خدمت خلق کا بلند مقصد ان کی نظروں سے اوجھل ہو کر رہ گیا ہے۔ پرائیویٹ پریکٹیشنرز کو تو جانے دیجیے انہوں نے تو اپنی ساری ضروریات زندگی مریضوں ہی کی جیب سے پوری کرنی ہیں۔ لیکن افسوس ہے تو ان ڈاکٹروں پر جو سرکاری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں کام کرتے ہیں۔ ان کو سرکاری خزانہ سے معقول تنخواہ ملتی ہے۔ وہ اگر چاہیں تو بغیر کسی تردد کے خدمت خلق کے جذبہ سے مریضوں کی دیکھ بھال کر سکتے ہیں لیکن عوام کی بدقسمتی ہے کہ ان کے اندر بھی یہ جذبہ اسی طرح مفقود ہے جس طرح پرائیویٹ پریکٹس کرنے والوں کے اندر مفقود ہے۔ جن لوگوں کو علاج کے لئے کسی سرکاری ہسپتال یا ڈسپنسری میں جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ انہوں نے کراہتے ہوئے مریضوں اور ان کی طرف سے ڈاکٹروں کی بے التفاتی کا نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوگا۔ ایسے واقعات سننے اور دیکھنے میں آ چکے ہیں۔ جن میں ڈاکٹر نے روپیہ نہ ملنے کی صورت میں مریض کو زیادہ تکلیف میں مبتلا کر دیا۔

اب جبکہ وزیر صحت نے ڈاکٹروں کو خدمت خلق کی اہمیت کی طرف متوجہ کر دیا ہے۔ حکومت کو بھی اس کے متعلق مناسب ہدایات جاری کرنی چاہئیں میڈیکل کمیشن کی تشکیل ہو چکی ہے۔ اسے بھی اس طرف توجہ دینی چاہیئے۔ ہمیں امید ہے کہ سب کی مشترکہ کوششوں سے قوم کی مشکلات کا جلد ہی کوئی حل تلاش کر لیا جائے گا۔

ووٹروں سے

آپ کا ووٹ قوم کی امانت ہے۔ اس لئے اپنا ووٹ صرف اس امیدوار کو دیں جس کے دل میں خوفِ خدا ہو اور آپ کو اس کی دیانت اور امانت پر پورا اعتماد ہو۔ ملک و قوم کے بدخواہ کو ووٹ دے کر اپنے پاؤں پر آپ کلہاڑا نہ چلائیں

حضرت شیخ التفسیر

بے حد عدیم الفرصت ہونے کی وجہ سے ڈاک ملاحظہ نہیں فرما سکتے۔ اس لئے ڈاک جمع ہو رہی ہے۔ لہٰذا احباب سے درخواست ہے کہ وہ حضرت کے نام کسی قسم کا خط ارسال کرنے کی تکلیف نہ فرمائیں۔ اس سے قبل حضرت خود بھی اسی کالم میں یہی اعلان شائع فرما چکے ہیں۔ لیکن احباب نے توجہ نہیں دی۔ بلکہ جواب نہ ملنے کے متعلق شکایتی خطوط لکھنے شروع کر دیئے۔ اس لئے اب دوبارہ یاد دہانی کرانیکی ضرورت محسوس ہوئی ہے (مدیر)

اسلامی بلاک

ہمارے صدر محترم حال ہی میں ایران اور ترکی کا دورہ کر کے واپس تشریف لائے ہیں۔ ایران ترکی اور پاکستان تینوں اسلامی ممالک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے انکے آپس میں تعلقات پہلے سے ہی بہتر ہیں لیکن ہمارے صدر محترم کے دورے نے ان تعلقات کو اور زیادہ بہتر بنا دیا ہے۔ صدر محترم نے واپسی پر افغانستان کے بارے میں ان تینوں ممالک کے سربراہوں کی جن توقعات کا اظہار کیا ہے اگر وہ پوری ہو جائیں تو اسلامی بلاک کا جو خواب علامہ جمال الدین افغانی اور علامہ اقبال نے دیکھا تھا وہ انشاء اللہ ہماری آنکھوں کے سامنے حقیقت بن کر جائیگا افغانستان کے بعد مشرق وسطیٰ کے عرب ممالک کا اس بلاک میں شامل ہو جانا بھی آسان ہو جائیگا۔ خدا کرے کہ ہمارے صدر محترم کا یہ دورہ اسلامی بلاک کی تشکیل کا پیش خیمہ ثابت ہو۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کیلئے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر

ایک لڑکی کی شادی پر

ایک دیندار باپ کا خطاب

از جناب عبدالحمید خاں شوق بورسٹل جیل لاہور

مری بشریٰ مری آرام جاں نورِ نظر بیٹی!
مری روحِ رواں بیٹی مری لختِ جگر بیٹی

مرے گھر سے تمہیں سسرال کے گھر آج جانا ہے
وہی گھر اب تمہارا ہے اسی گھر کو بسانا ہے

جدائی کا اگرچہ دل پہ صدمہ آج بھاری ہے
پریشانی ہے، بے تابی ہے، غم ہے، بے قراری ہے

مگر خوش ہوں کہ تجھ کو نیک گھر بھجوائے دیتا ہوں
تیرا ہاتھ اک شریف النفس کو پکڑائے دیتا ہوں

تمہیں شوہر کی خدمت اور اطاعت خوب کرنا ہے
اسی میں تم کو جینا ہے اسی میں تم کو مرنا ہے

نئے ماحول میں اب زندگی راحت فزا ہوگی
خوشی ہوگی، ہنسی ہوگی، طرب ہوگی، وفا ہوگی

تیرا حافظ، تیرا ناصر خدائے دو جہاں ہوگا
تجھے حاصل سکون و امن و لطفِ جاوداں ہوگا

مجھے صد فخر ہے بشریٰ اسی برخوردار بیٹی پر
بہت خوش خُلق و نیکوکار و خوش گفتار بیٹی پر

اطاعت کو ہمیشہ جس نے حرزِ جاں بنایا ہے
کہا ماں باپ نے جو کچھ اسے کرکے دکھایا ہے

کبھی دنیا کی دولت کی نہ حرص و آرزو کرنا
نئے گھر میں ہر اک سے نرم و شیریں گفتگو کرنا

زر و سیم و گہر کی آرزو رنجور کرتی ہے
خدا کی مغفرت کی جستجو مسرور کرتی ہے

خدا نے تجھ کو علمِ دین و دنیا سے نوازا ہے
تیرے مُنہ پر کلامِ پاک کی الفت کا غازا ہے

ہمیشہ دل سے اِستغفار کو وردِ زباں رکھنا
طبیعت آیتِ لَا تَقْنَطُوا سے شادماں رکھنا

مصیبت ہو کہ راحت ہو نہ گھبرانا کبھی بشریٰ
نہ دل برداشتہ ہونا نہ غم کھانا کبھی بشریٰ

صلوٰۃ و صوم کی پابند رہنا اور دُعا کرنا
خدا سے مانگنا ہر دم خدا سے التجا کرنا

ہزاروں نعمتیں بشریٰ تمہیں وہ مہرباں بخشے
تمہیں آسودگی بخشے حیاتِ شادماں بخشے

مجلسِ ذکر منعقدہ جمعرات ۱۷ر جمادی الاولیٰ ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۹ر نومبر ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولٰنا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

انسان کے تمام اعمال کی قبولیت یا عدم قبولیت کا مدار دل پر ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَکَفیٰ وَسَلَامٌ عَلیٰ عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفیٰ ۔ اما بعد

خوشخبری

پہلے ان احباب کو خوشخبری سناتا ہوں جو اس مجلس میں محض اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے شامل ہوتے ہیں۔ بارہا وہ حدیث شریف عرض کر چکا ہوں۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ مجلس ذکر میں شامل ہونے والوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔ گویا نیک نیتی سے جو آتے ہیں۔ ان کو ہر جمعرات کو اللہ تعالےٰ جنت کے ٹکٹ کی مزید تجدید فرما دیتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو مرتے دم تک اس ٹکٹ کو اپنے پاس رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

دھوکا

دنیا میں ہم جو کام بھی کرتے ہیں اس میں دھوکا بھی ہو سکتا ہے مثلاً ہم حلال چیز خریدنے کے لئے بازار گئے دوکاندار نے دھوکا سے حرام چیز دے دی۔ بعض اوقات نکاح میں دھوکا ہو جاتا ہے۔ باپ نے اپنی لڑکی کا ایک لاکھ روپیہ حق مہر لکھوا لیا اور تھوڑے عرصہ بعد کسی بہانہ سے لڑکی کو گھر بٹھا لیا اور حق مہر کا دعوےٰ کر دیا اس طرح لاکھ روپیہ وصول کرکے لڑکی کو دوسری جگہ بٹھا دیا۔

اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادہ

ہے۔ اس کی نظر دل پہ ہوتی ہے۔ اس لئے اس کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ اس کے ہاں اس کے اعمال قبول ہوتے ہیں۔ جو اس کے ساتھ اخلاص سے معاملہ کرتے ہیں۔ اخلاص کا تعلق دل سے ہے اگر دل میں اخلاص نہیں اور آپ نے زبان سے دس کروڑ بار کلمہ پڑھا تو اس کلمہ کی اللہ تعالےٰ کے ہاں کوئی قیمت نہیں۔ جبکہ پڑھنے والے کے دل میں کسی قسم کے شرک کا شائبہ بھی پایا جائے

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

غرضیکہ انسان دنیا میں فریب کاری اور دھوکا بازی سے ایک دوسرے سے معاملات کر لیتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ سے معاملہ کرنے میں اخلاص شرط ہے۔

اس کا ثبوت

ملاحظہ ہو۔ قرآن مجید میں آتا ہے قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ ؕ الآیہ (سورہ الحجرات ع ۲۔ پ ۲۶۔) ۔ ترجمہ۔ بدویوں نے کہا ہم ایمان لے آئے ہیں۔ کہہ دیجئے تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

ایمان کا محل

مذکورۃ الصدر آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کا محل دل ہے۔ ایمان پہ مرتب ہوتا ہے اسلام۔ میں ہمیشہ کہا کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کو دل سے ماننے کا نام ایمان ہے۔ اسلام کے معنی ہیں۔ ان احکام کو بجا لانا۔ دوسرے الفاظ میں ایمان یہ ہے کہ اے اللہ! میں نے سب سے تعلق توڑا۔ ایک تجھ سے جوڑا۔ جو تو کہے گا کرونگا۔ جس سے روکیگا رک جاؤں گا۔

اعمال کا مدار

ایمان پر ہے۔ اگر دل میں ایمان نہ ہو اور اسلام یعنی ظاہری احکام کی بجاآوری ہو تو ایسا اسلام اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں اسلام میں حج کو بہت بلند مقام حاصل ہے۔ فتح مکہ معظمہ تک کافر بھی حج کرتے تھے۔ رسول اللہؐ نے حضرت علیؓ کے ذریعہ ان کو اس سے روکا۔ چونکہ کافر کے دل میں ایمان نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کا حج مقبول نہیں ہوتا۔ جس شخص کے دل میں ایمان ہو۔ اس کے نماز۔ روزہ۔ حج اور زکوٰۃ قبول ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ کا ارشاد ہے۔ اِنَّ فِی الْجَسَدِ لَمُضْغَۃً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ۔ ترجمہ۔ بیشک (انسان کے) جسم کے اندر البتہ گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ جب وہ درست ہو جاتا ہے تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ خبردار اور وہ دل ہے) دل کا تعلق اللہ تعالےٰ سے ٹھیک ہے تو اسلام مقبول۔ ورنہ مردود۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں منافق بھی نماز پڑھتے تھے۔ وہ مسجد نبویؐ میں نمازیں پڑھتے تھے۔ جہاں ایک نماز کے بدلہ پچاس ہزار نماز کا ثواب ملتا ہے۔ رسول اللہؐ ان کے امام تھے۔ چونکہ دل کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ٹھیک نہیں تھا۔ اس لئے منافق کے منافق رہے اور جہنم کا ایندھن بنے۔ رسول اللہؐ نے منافقین کی یہ علامت بیان فرمائی کہ وہ فجر اور عشاء کی نماز میں غیر حاضر ہوتے ہیں۔ یہ دونوں نمازیں اندھیرے میں ہوتی تھیں۔ منافق تین نمازیں ظہر، عصر اور مغرب مسجد نبویؐ میں پڑھتے تھے۔

صورت اور دولت

کی اللہ تعالےٰ کے ہاں کوئی قیمت نہیں۔ وہ پہلے دل کو دیکھتے ہیں اور اسکے مطابق اعمال کی قیمت دیتے ہیں۔ اس کے متعلق رسول اللہؐ کا ارشاد ہے۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ (رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔ بَابُ الرِّیَاءِ وَالسُّمْعَۃِ) ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتے ہیں) فرعون کے پاس کتنی دولت تھی۔ ابولہب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا۔ چچا کی عزت باپ کے برابر ہوتی ہے۔ آپ کا ارشاد ہے۔ عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْہِ (عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ) (کتاب الزکوٰۃ الفصل الاول) ۔

(ترجمہ۔ آدمی کا چچا اس کے باپ کا ہوتا ہے)۔ جس طرح درخت کا تنہ ایک ہوتا ہے اور اس کے اوپر شاخیں کئی ہوتی ہیں۔ اسی طرح انسان کا دادا ایک ہوتا ہے اور والد کے بھائی کئی ہوتے ہیں۔ ابولہب خوبصورت بھی بڑا تھا۔ اسی لئے اس کو ابولہب کہتے ہیں مالدار بھی تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا نام لے کر جہنم کا وعید سنایا۔ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ (ترجمہ۔ اس کا مال اور جو کچھ اس نے کمایا۔ اسکے کام نہ آیا) نہ اس کی خوبصورتی اور نہ اس کا مال و دولت اس کو دوزخ سے بچا سکے گا۔ حضرت بلال رضؓ کو جنت کے وارث ہونے کی خوشخبری سنائی گئی۔ وہ ابھی دنیا میں زندہ ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو اس قدر پیارے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ تو بلال رضؓ پہلے ہی جنت میں موجود تھے۔ جب واپس تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضؓ سے دریافت فرمایا کہ اے بلال رضؓ تم میں کون سی خوبی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت میں زندہ بلال رضؓ بنا کر رکھا ہے۔ بلال رضؓ نے عرض کی کہ مجھ میں اور تو کوئی خوبی دوسرے مسلمانوں سے علیحدہ نہیں ہے۔ ہاں جب بھی میں وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نماز ضرور پڑھ لیتا ہوں۔ بلال رضؓ کا رنگ سیاہ تھا اور انکے پاس دولت بھی نہ تھی۔ ایک کافر کے غلام تھے۔ صدیق اکبر رضؓ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ لیکن دل کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ٹھیک تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول تھے۔

اکثر نوجوان

اگر طبیب مریض کا مرض بتلائے تو مریض خوش ہوتا ہے کہ اس نے مرض کی تشخیص کر لی ہے۔ اسی طرح خطیب اگر قوم کی روحانی بیماریاں بتلائے تو قوم کو خوش ہونا چاہیئے اور ان سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیئے مثلاً میں کہا کرتا ہوں کہ نوجوانوں کی اکثریت ایسی ہے کہ جس میں ایمان نہیں ہے۔ انگریز تو مسلمان نہیں تھا۔ بلکہ عیسائی تھا اس لئے میں اس کو قصور وار نہیں ٹھہراتا قصور ماں باپ کا ہے جس نے اپنی اولاد کو اسکی گود میں ڈال دیا۔ اس نے پرائمری سے لے کر ایم اے تک ان کو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھی نہیں پڑھایا۔

قیامت کے دن

یہی اولاد ماں باپ پر لعنت کرے گی وَقَالُوْا رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ۝ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ۝ (سورۃ الاحزاب ع ۸ پ ۲۲) ترجمہ اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور بڑوں کا کہا مانا۔ سو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔ اے ہمارے رب انہیں دگنا عذاب دے اور ان پر بڑی لعنت کر۔ (ہمارے بڑوں میں ماں باپ نمبر اول آتے ہیں۔ یہی اپنی اولاد کے لئے لائن بناتے ہیں۔ چاہیں تو درزی بنائیں۔ یا لوہار یا بڑھئی بنائیں یا بی اے بنائیں۔ اس لئے وہ ماں باپ پر لعنتیں بھیجیں گے کہ اے اللہ انہوں نے ہمیں اسکول اور کالج کا دروازہ تو دکھلایا۔ لیکن تیرا دروازہ نہ دکھلایا

شاہ عبدالقادر صاحب رحؒ کا حاشیہ

سورۃ النساء رکوع ۶۔ آیت ۴۲ پر شاہ صاحب رحؒ حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں یعنی ہر امت اور ہر عہد کے لوگوں کا احوال اس وقت کے پیغمبر سے اور معتبر نیکبختوں سے بیان کروا دینگے۔ منکروں کا انکار اور اطاعت والوں کی اطاعت بیان ہوگی تب منکر آرزو کرینگے کہ ہم انسان نہ ہوتے۔ مٹی میں مل کر خاک ہو جاتے۔ نوجوانوں کی اکثریت کے متعلق اس زمانہ کے نیک بختوں کی جو رائے ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اخباری خبر ہے کہ سکولوں اور کالجوں کے ۶۰ فیصدی لڑکے لاہور کے چکلے میں زنا کرنے کے لئے جاتے ہیں مجھے نوجوان کی اس بے راہروی پر دکھ ہے۔ انکی اکثریت کے اندر ایمان نہیں ہے ایمان کہاں سے آئے۔ ماں باپ نے ان کو بی اے تو کرا دیا۔ لیکن کسی عالم ربانی کے سامنے زانوئے ادب تہ کروا کے قرآن مجید ناظرہ بھی نہ پڑھوایا۔

اللہ والے

اگر آپ ایک ہندو کو مسلمان کا لباس پہنا دیں یا مسلمان کو ہندو کا لباس پہنا دیں تو اللہ والے شکل دیکھ کر بتلا دینگے کہ یہ بے ایمان ہے اور وہ ایماندار ہے۔ اس قسم کے اللہ والوں کی صحبت میں اللہ تعالیٰ سے تعلق ٹھیک ہو جاتا ہے۔ جس طرح ماں بچہ کو ہر بات پر ٹوکتی ہے یہ کھاؤ وہ نہ کھاؤ۔ یہ کرو وہ نہ کرو۔ اسیطرح شیخ کامل طالب صادق کی تربیت کرتا ہے۔ شیخ کی تربیت کے بعد طالب کا تعلق اللہ تعالیٰ سے درست ہو جاتا ہے پھر ہر عمل حیات میں رضائے مولیٰ مطلوب محبوب اور مقصود ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنے دل کا تعلق اس سے ٹھیک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

اللہ تعالیٰ سے تعلق

جس طرح عام آدمی بیمار ہوں تو ان کو پتہ نہیں ہوتا کہ کیوں بیمار ہوئے۔ طبیب کو پتہ ہوتا ہے۔ اسی طرح عام آدمی نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کیوں خراب ہوا۔ شیخ کامل جانتا ہے کہ یہ تعلق کیوں خراب ہوا اگر خشخاش کے برابر کونین کے ذرہ میں تاثیر ہے۔ اگر مرچ اور نمک میں تاثیر ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کے نام میں تاثیر نہیں ہے؟ اللہ تعالیٰ کے نام میں جو تاثیر ہے۔ اس کو وہی حضرات سمجھ سکتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے باطن کی بینائی عطا فرما رکھی ہے۔

ہر عمل حیات

مسلمان کا ہر عمل حیات اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ہو سکتا ہے۔ اٹھے تو اللہ کیلئے بیٹھے تو اللہ کیلئے سوئے تو اللہ کیلئے اور جاگے تو اللہ کے لئے۔ اسی کا نام توحید ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (ترجمہ۔ ہر عمل کا مدار نیت پر ہے) مثلاً نکاح اس لئے کیا جائے کہ ایمان بچ جائے تو نکاح کرنا عبادت ہے۔ نکاح کے بعد اللہ تعالیٰ اولاد دے دیتے ہیں۔ بیوی اور بچوں کی پرورش کے لئے حلال روزی کمانا عبادت ہے۔ حلال روزی کمانے کیلئے کاروبار کرنا بھی عبادت ہے۔ غرضیکہ کوئی کام اللہ تعالیٰ کی رضا سے باہر نہیں جا سکتا۔ اگر نہ سمجھ آئے تو مجھ سے پوچھ لیا کریں۔

دعا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیش نظر رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

خطبہ یوم الجمعۃ مورخہ ۱۸ جمادی الثانی سنہ ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۰ نومبر سنہ ۱۹۵۹ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی ۔ اما بعد

دنیا میں ہمیشہ سے انسانوں کی دو ہی قسمیں رہی ہیں

اللہ تعالیٰ کی اصطلاح میں ان کے نام ہیں

(۱) حزب اللہ (۲) حزب الشیطن

پتہ چل جاتا ہے

واقعہ یہ ہے کہ دونوں کے ناموں ہی سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ دونوں جماعتیں کس وضع اور کس قماش کی ہیں کیونکہ ہر انسان خواہ کسی بھی تمدن اور مذہب قوم کا فرد ہو۔ وہ اپنی زبان میں ان دو ہستیوں کو ضرور جانتا ہوگا۔ چونکہ قرآن مجید میں اعلان ہے وَاِنۡ مِّنۡ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیۡہَا نَذِیۡرٌ ۝ سورۃ فاطر ع ۳۔ پ ۲۲۔ ترجمہ۔ اور کوئی امت نہیں گذری۔ مگر اس میں ایک ڈرانے والا گذر چکا ہے۔

لہٰذا

جب دنیا کی ہر قوم میں پیغمبر آ چکا ہے۔ اس لئے یہ یقینی چیز ہے کہ ہر پیغمبر نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ سے روشناس کرایا ہوگا۔ اور اسی کی بندگی کرنے کا سبق پڑھایا ہوگا اور ساتھ ہی یہ بھی ضرور اطلاع دی ہوگی۔ کہ اللہ تعالے کا ایک باغی بھی روز اوّل سے دنیا میں چلا آ رہا ہے اور اس کا کام ہی یہی ہے کہ انسانوں کی اللہ تعالے کی مرضی کے خلاف رہنمائی کرنا اور انہیں اللہ تعالیٰ کا باغی بنانا اور اس کا نام شیطان ہے۔

حاصل

گذشتہ سطور کا حاصل یہ نکلا۔ کہ دنیا میں دو ہی جماعتیں چلی آ رہی ہیں ایک جماعت کا راہ نما خود اللہ تعالیٰ ہے اس کا نام حزب اللہ ہے اور دوسری جماعت کا لیڈر شیطان ہے۔ اس لئے اسے حزب الشیطن کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

دونوں جماعتوں کے انجام کا اعلان

حزب الشیطن کا انجام

اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ تَوَلَّوۡا قَوۡمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ ؕ مَا ہُمۡ مِّنۡکُمۡ وَلَا مِنۡہُمۡ ۙ وَیَحۡلِفُوۡنَ عَلَی الۡکَذِبِ وَہُمۡ یَعۡلَمُوۡنَ ۝ اَعَدَّ اللّٰہُ لَہُمۡ عَذَابًا شَدِیۡدًا ؕ اِنَّہُمۡ سَآءَ مَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۝ اِتَّخَذُوۡۤا اَیۡمَانَہُمۡ جُنَّۃً فَصَدُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَلَہُمۡ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ۝ لَنۡ تُغۡنِیَ عَنۡہُمۡ اَمۡوَالُہُمۡ وَلَاۤ اَوۡلَادُہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ شَیۡئًا ؕ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ ؕ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ۝ یَوۡمَ یَبۡعَثُہُمُ اللّٰہُ جَمِیۡعًا فَیَحۡلِفُوۡنَ لَہٗ کَمَا یَحۡلِفُوۡنَ لَکُمۡ وَیَحۡسَبُوۡنَ اَنَّہُمۡ عَلٰی شَیۡءٍ ؕ اَلَاۤ اِنَّہُمۡ ہُمُ الۡکٰذِبُوۡنَ ۝ اِسۡتَحۡوَذَ عَلَیۡہِمُ الشَّیۡطٰنُ فَاَنۡسٰہُمۡ ذِکۡرَ اللّٰہِ ؕ اُولٰٓئِکَ حِزۡبُ الشَّیۡطٰنِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ الشَّیۡطٰنِ ہُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ۝ المجادلہ ع ۳۔ پ ۲۸

ترجمہ۔ کیا آپ نے ان کو نہیں دیکھا جنہوں نے اس قوم سے دوستی کر رکھی ہے۔ جن پر اللہ کا غضب ہے نہ وہ تم میں سے ہیں اور نہ ان میں سے اور وہ جان بوجھ کر جھوٹ پر قسمیں کھاتے ہیں۔ اللہ نے ان کیلئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ بیشک وہ بہت ہی بُرا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا لیا ہے۔ پس وہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں تو ان کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے اللہ کے مقابلہ میں۔ نہ تو ان کے مال ہی کچھ کام آئیں گے اور نہ انکی اولاد کچھ کام آئے گی۔ یہ دوزخی لوگ ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ جس دن اللہ ان سب کو قبروں سے اٹھائے گا تو اس کے سامنے بھی ایسی ہی قسمیں کھائیں گے۔ جیسی کہ تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور سمجھ رہے ہیں کہ ہم راستے پر ہیں۔ خبردار بیشک وہی جھوٹے ہیں۔ ان پر شیطان نے غلبہ پا لیا ہے پس اس نے انہیں اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے۔ یہی شیطان کا گروہ ہے۔ خبردار بیشک شیطان کا گروہ ہی نقصان اٹھانے والا ہے۔

قرآن مجید نے حزب الشیطن کے جن نقائص پر روشنی ڈالی ہے وہ ملاحظہ ہوں

پہلا

جن لوگوں پر اللہ تعالے کا غضب ہے۔ ان کے ساتھ دوستی رکھتے ہیں۔ (حالانکہ ہونا یہ چاہیئے تھا کہ جب اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے ناراض ہے تو ان کو بھی ان سے تعلق توڑ لینا چاہیئے تھا)

دوسرا

یہ (حزب الشیطن والے) نہ یہ صحیح معنی میں مسلمانوں میں شامل ہونے کے قابل ہیں اور نہ ہی پکے کافروں میں شامل ہو سکتے ہیں (کیونکہ ان کا ظاہر کچھ اور ہے اور باطن کچھ اور ہے۔ بظاہر مسلمانوں کے ساتھ شامل ہیں اور دل میں کافروں کے ساتھ ہیں)

تیسرا

چونکہ ان کی حالت مخدوش ہے اس لئے جھوٹی قسمیں کھا کر اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل رکھنا چاہتے ہیں (اگر یہ لوگ سچے مسلمانوں کی طرح کھرے مسلمان ہوتے تو قسمیں کھانیکی کیا ضرورت تھی)

چوتھا

یہ لوگ قسمیں کھا کھا کر اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل رکھتے ہوئے آ رہے ہیں۔ (ورنہ ظاہر اور باطن میں کھرے مسلمان ہوتے تو قسمیں کھانے کی کیا ضرورت تھی)

پانچواں

قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ لوگ ویسی ہی جھوٹی قسمیں کھائیں گے (کہ ہم مسلمان ہیں) جس طرح اب تمہارے سامنے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرنے کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔

چھٹا

اس دو رنگی جماعت پر شیطان نے غلبہ پایا ہوا ہے۔

مذکورۃ الصدر نقائص کا نتیجہ

یہ نکلے گا۔ (اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ النَّارِ هُمۡ فِیۡهَا خٰلِدُوۡنَ ۝) سورۃ المجادلہ ع ۳ ۔ پ ۲۸ ۔ ترجمہ۔ یہ دوزخی لوگ ہیں ۔ وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اللھم لا تجعلنا منھم۔

قرآن مجید نے حزب اللہ کے جن اوصاف حمیدہ پر روشنی ڈالی ہے وہ ملاحظہ ہوں

لَا تَجِدُ قَوۡمًا یُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ یُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ وَلَوۡ کَانُوۡۤا اٰبَآءَهُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَهُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَهُمۡ اَوۡ عَشِیۡرَتَهُمۡ ؕ اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡاِیۡمَانَ وَاَیَّدَهُمۡ بِرُوۡحٍ مِّنۡهُ ؕ وَیُدۡخِلُهُمۡ جَنّٰتٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ ؕ اُولٰٓئِکَ حِزۡبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزۡبَ اللّٰهِ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝ سورہ المجادلہ ع ۳ ۔ پ ۲۸

ترجمہ۔ آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیںگے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو۔ اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں۔ گو وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ دیا ہے اور ان کو اپنے فیض سے قوت دی ہے۔ اور وہ انہیں بہشتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ رہینگے اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہی اللہ کا گروہ ہے۔ خبردار بے شک اللہ کا گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

اس طویل آیت میں حزب اللہ کی تین صفات ذکر کی گئی ہیں۔

پہلی

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا

یہ یاد رہے کہ ایمان کا تعلق انسان کے دل سے ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں یہی معنی بیان کی گئی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے (قَالَتِ الۡاَعۡرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلۡ لَّمۡ تُؤۡمِنُوۡا وَلٰکِنۡ قُوۡلُوۡۤا اَسۡلَمۡنَا وَلَمَّا یَدۡخُلِ الۡاِیۡمَانُ فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ) الایۃ۔ سورۃ الحجرات ع ۲۔ پ ۲۶۔ ترجمہ۔ بدویوں نے کہا۔ ہم ایمان لے آئے ہیں کہدیجئے تم ایمان نہیں لائے۔ لیکن تم کہو کہ ہم مسلمان ہو گئے ہیں اور ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

اس اعلان خداوندی

سے نتیجہ یہ نکلا کہ احکام الٰہی کے تہ دل سے مان لینے کا نام ایمان ہے اور ظاہری طور پر احکام الٰہی کی تعمیل کا نام اسلام ہے۔

قرآن مجید کی بیان کردہ

ایمان کی معنی کے آئینہ میں مسلمانوں کو دیکھا جائے تو ایک بہت زیادہ تعداد موجودہ دور کے مسلمانوں کی ایسی نکلے گی۔ جن کے دل میں ایمان نہیں ہے اور ان کے دل میں ایمان نہ ہونے کی شہادت خود انکے اقوال سے ملتی ہے۔

وہ کس طرح

یہ قاعدہ ہے کہ انسان کے دل میں جس چیز کی عزت اور اس سے محبت ہو۔ جس شخص کے اندر وہ چیز پائی جائے اس خوبی اور کمال کا حامل ہونے کے لحاظ سے اس شخص کی بھی قدر کرتا ہے اس خوبی کے باعث اس شخص کا احترام کرتا ہے اور اس شخص کا نام لیتے وقت بھی ایسا لہجہ اختیار کرتا ہے۔ جس میں احترام پایا جائے۔ مثلاً پرنسپل صاحب آگئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب آگئے ہیں۔ والد صاحب آگئے ہیں۔ ہمارے پیر صاحب آگئے ہیں۔

اور قرآن مجید اور حدیث شریف کے فاضل علماء کرام کو

مسلمانوں کا ایک معتد بہ طبقہ "ملّا۔ ملّانے" کے نام سے یاد کرتا ہے۔ اور دین الٰہی کے ان علمبرداروں کے پیش کردہ احکام دینیہ کو "ملّا ازم" کے نام سے یاد کرتا ہے اور بلکہ بہت سے ایسے بھی دریدہ دہن پائے جاتے ہیں کہ علماء دین کو اس فقرہ سے یاد کرتے ہیں۔ "مولوی بڑے بے ایمان ہوتے ہیں"
ایسے ہی لوگوں پر یہ اشعار صادق آتے ہیں۔

رنگی کو نارنگی کہیں دودھ کڑھے کو کھویا
چلتی ہوئی کو گاڑی کہیں دیکھ کبیرا رویا

میرے غلط کار عزیزو

علماء دین (جنہیں بے ایمان کہتے ہو) ان کا اس کے سوا اور کیا قصور ہے کہ ان حضرات نے کسب معاش کے لئے دنیاوی علوم حاصل نہیں کئے۔ بلکہ اللہ کا دین (جس کا متن قرآن مجید ہے اور اس کی شرح حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسّلام ہے) اپنی زندگی کا ایک طویل حصہ خرچ کرکے پڑھا۔ اور دن رات مساجد میں۔ مدارس عربیہ میں منبروں پر۔ اسلامی سٹیجوں پر اسی کی نشر و اشاعت کر رہے ہیں اور انہیں حضرات کے دم سے دین زندہ اور تابندہ ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ انہیں حضرات کی برکت سے قیامت تک زندہ اور تابندہ رہے گا۔ نہ کہ تمہارے دم سے جن کو ابتداء سے لے کر انتہا تک ناظرہ قرآن مجید بھی نہیں پڑھایا گیا۔ بلکہ دا گر معاف فرمائیں تو صاف کہدوں کہ نوے سال گورنمنٹ برطانیہ نے ہندوستان میں راج کیا اور تمہیں اور تمہارے بزرگوں کو تعلیم دی۔ مگر کیا پرائمری سے لے کر بی۔ اے اور ایم تک کی تعلیم میں کہیں

کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بھی تھا۔ یا کلمہ شہادت اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ بھی تھا)

میرے عزیز نوجوان

پھر سوچ کہ کیا تیرا اسلام ان ہائی سکولوں اور کالجوں کی برکت سے زندہ رہا ہے اور ہے۔ اگر تیرے دل میں ایمان ہے۔ اور اسلام کا درد ہے تو تمہیں ان موجودہ دور کے علماء دین اور ان کے اسلاف کا ممنون احسان ہونا چاہیئے کہ ان علماء کرام کی برکت سے تیرا اسلام زندہ۔ تابندہ۔ اور درخشندہ رہا ہے اور اب بھی ہے۔

دوسری

حزب اللہ کی دوسری صفت قیامت کے دن پر ایمان لانا ہے۔ قیامت کے دن کی گرفت سے بچنے کے لئے انہوں نے دنیاوی زندگی میں مندرجہ ذیل پروگرام تیار کر رکھے ہیں۔

پہلا

(یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَیَخَافُوْنَ یَوْمًا کَانَ شَرُّہٗ مُسْتَطِیْرًا ۝ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ مِسْکِیْنًا وَّیَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُکُمْ لِوَجْہِ اللّٰہِ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَا شُکُوْرًا ۝ اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا یَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِیْرًا ۝) سورۃ الدھر رکوع ۱۔ پ ۲۹۔

ترجمہ۔ وہ اپنی منتیں پوری کرتے ہیں (یعنی جو منتیں اللہ تعالےٰ کے نام سے مانتے ہیں کہ اے اللہ اگر تو مجھے فلاں کام میں کامیاب فرما دے تو میں تیرے لئے اتنے مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گا) اور اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں۔ جس کی مصیبت ہر جگہ پھیلی ہوگی اور وہ اسکی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (انہیں کہتے یہ ہیں) ہم جو تمہیں کھلاتے ہیں تو خاص اللہ کے لئے۔ نہ ہمیں تم سے بدلہ لینا مقصود ہے اور نہ شکر گذاری۔ ہم تو اپنے رب سے ایک اداس (اور) ہولناک دن سے ڈرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے باعث

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انہیں مندرجہ ذیل انعامات دے گا

(فَوَقٰھُمُ اللّٰہُ شَرَّ ذٰلِکَ الْیَوْمِ وَلَقّٰھُمْ نَضْرَۃً وَّسُرُوْرًا ۝ وَجَزٰھُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّۃً وَّحَرِیْرًا ۝ مُّتَّکِئِیْنَ فِیْھَا عَلَی الْاَرَآئِکِ ج لَا یَرَوْنَ فِیْھَا شَمْسًا وَّلَا زَمْھَرِیْرًا ۝ وَدَانِیَۃً عَلَیْھِمْ ظِلٰلُھَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُھَا تَذْلِیْلًا ۝ وَیُطَافُ عَلَیْھِمْ بِاٰنِیَۃٍ مِّنْ فِضَّۃٍ وَّاَکْوَابٍ کَانَتْ قَوَارِیْرَا ۝ قَوَارِیْرَا مِنْ فِضَّۃٍ قَدَّرُوْھَا تَقْدِیْرًا ۝ وَیُسْقَوْنَ فِیْھَا کَاْسًا کَانَ مِزَاجُھَا زَنْجَبِیْلًا ۝ عَیْنًا فِیْھَا تُسَمّٰی سَلْسَبِیْلًا ۝ وَیَطُوْفُ عَلَیْھِمْ وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ج اِذَا رَاَیْتَھُمْ حَسِبْتَھُمْ لُؤْلُؤًا مَّنْثُوْرًا ۝ وَاِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْکًا کَبِیْرًا ۝ عٰلِیَھُمْ ثِیَابُ سُنْدُسٍ خُضْرٌ وَّاِسْتَبْرَقٌ وَّحُلُّوْٓا اَسَاوِرَ مِنْ فِضَّۃٍ وَسَقٰھُمْ رَبُّھُمْ شَرَابًا طَھُوْرًا ۝ اِنَّ ھٰذَا کَانَ لَکُمْ جَزَآءً وَّکَانَ سَعْیُکُمْ مَّشْکُوْرًا ۝) سورۃ الدھر رکوع ۱ پ ۲۹۔

ترجمہ۔ پس اللہ اس دن کی مصیبت سے انہیں بچائے گا۔ اور ان کے سامنے تازگی اور خوشی لائے گا اور ان کے صبر (جو تکلیفیں انہوں نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں اٹھائی تھیں) کے بدلے ان کو جنت اور ریشمی پوشاکیں دے گا۔ اس میں تختوں پر تکیہ لگائے ہوئے ہوں گے۔ نہ وہاں دھوپ دیکھیں گے اور نہ سردی اور ان پر ان کے سائے جھک رہے ہوں گے۔ اور پھلوں کے گچھے بہت ہی قریب لٹک رہے ہوں گے۔ اور ان پر چاندی کے برتن اور شیشے کے آبخوروں کا دور چل رہا ہوگا۔ شیشے بھی چاندی کے شیشے جو ایک خاص انداز پر ڈھالے گئے ہوں گے اور انہیں وہاں ایسی شراب کا پیالہ پلایا جائے گا۔ جس میں سونٹھ کی آمیزش ہوگی۔ وہ وہاں ایک چشمہ ہے جس کا نام سلسبیل ہے اور ان کے پاس سدا رہنے والے لڑکے (خادم) گھومتے ہوں گے۔ جب تو ان کو دیکھے گا۔ تو خیال کرے گا کہ وہ بکھرے ہوئے موتی ہیں اور جب تو وہاں دیکھیگا تو نعمت اور بڑی سلطنت دیکھے گا۔ ان پر باریک سبز اور موٹے ریشم کے لباس ہونگے۔ اور انہیں چاندی کے کنگن پہنائے جائیں گے اور انہیں ان کا رب پاک شراب پلائیگا بے شک یہ تمہارے (نیک) اعمال کا بدلہ ہے اور تمہاری کوشش مقبول ہوئی۔

دُعا

اللہ تعالےٰ ہمیں قیامت کے دن پر یقین کرتے ہوئے ایسے اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ جن کے نتیجہ میں ہمیں اللہ تعالےٰ مذکورۃ الصدر نعمتوں سے مالامال فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

حزب اللہ کی جماعتوں کی صفوں میں

صف اول میں حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں

حضرات انبیاء علیہم السلام کی مقدس جماعت میں سے

ایک پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جذبات ملاحظہ ہوں

(وَاکْتُبْ لَنَا فِیْ ھٰذِہِ الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ اِنَّا ھُدْنَآ اِلَیْکَ ط قَالَ عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَآءُ ج وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ ط فَسَاَکْتُبُھَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ ۝ج اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰىۃِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ ط فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ لا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝) سورۃ الاعراف ع ۱۹۔ پ ۹۔

ترجمہ۔ (حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں درخواست کی) اے رب ہمارے لئے اس دنیا میں اور آخرت میں بھلائی لکھ ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔ فرمایا۔ میں اپنا عذاب جسے چاہتا ہوں کرتا ہوں اور میری رحمت سب چیزوں سے وسیع ہے پس وہ رحمت ان کیلئے لکھوں گا۔ جو ڈرتے ہیں اور جو زکوٰۃ دیتے ہیں اور جو آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو نبی اُمّی ہے۔ جسے اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور بُرے کام سے روکتا

ہے اور ان کے لئے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اتارتا ہے جو ان پر تھیں۔ سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی اور اس کے نور کے تابع ہوئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے (یعنی قرآن مجید) یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

اصل میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

اپنی امت کے لئے رحمت کا مطالبہ کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ کی امت پر رحمت الٰہی نازل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل صفات کا پایا جانا لازمی قرار دیا ہے پہلی۔ تقوےٰ۔ دوسری۔ اپنے مالوں کی زکوٰۃ دینا۔ تیسری احکام الٰہی کو دل سے ماننا چوتھی ہر معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنا۔ پانچویں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان لانا۔ چھٹی۔ ہر معاملہ میں حضور انور کا ساتھ دینا۔ ساتویں۔ اور اس نور کی پوری تابعداری کرنا۔ جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے (اور وہ قرآن مجید ہے)

برادران اسلام

مذکورۃ الصدر سات صفات کے آئینہ میں

اپنے اسلام کا منہ دیکھئے۔ آیا ہم لوگ اصلی سچے اور کھرے مسلمان ہیں یا نقلی۔ جھوٹے اور کھوٹے مسلمان ہیں۔

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب رحمۃ اللہ علیہ موجودہ دور کے مسلمانوں کے متعلق یہ رائے ظاہر فرما گئے ہیں

شور ہے ہوگئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اس خطبہ کا مقصد

ہی یہ تھا کہ برادران اسلام کو حزب اللہ (اللہ والی جماعت) اور حزب الشیطان (شیطان والی جماعت) میں امتیاز کرکے دکھا دیا جائے کہ حزب اللہ کی یہ صفات ہیں اور حزب الشیطان کی یہ صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ایک سوال کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں حزب اللہ کی جماعت کے جو اوصاف بیان فرمائے ہیں۔ وہ آپ کے سامنے گذشتہ سطور میں پیش کئے جا چکے ہیں۔

برادران اسلام

حزب اللہ (اللہ والی جماعت) کے اوصاف تو قرآن مجید اور حدیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غور و خوض سے پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کے ان نیک بندوں کی صحبت میں بیٹھنے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ جن پر ان صفات حمیدہ کا عملاً رنگ چڑھا ہوا ہو۔ کسی نے خوب کہا ہے۔ مصرعہ

بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

ہمارے بچوں پر یہ رنگ کس طرح چڑھ سکتا ہے۔ نہ وہ تعلیم اور نہ صحبت

ملک الشعراء ڈاکٹر سر محمد اقبال مرحوم و مغفور کے ارشادات متعلقہ تعلیم جدید کی متعدد نشانیاں

ملاحظہ ہوں۔

پہلی

پس چہ باید کرد اے اقوام شرق صفحہ ۶۵

ایں غلامِ ابن غلامِ ابن غلام
حریّت اندیشۂ اورا حرام
مکتب از وے جذبۂ دیں در ربود
از وجودش ایں قدر دانم کہ بود
ایں نہ خود بیگانہ ایں مستِ فرنگ
نان جو میخواہد از دستِ فرنگ

دُوسری

پیام مشرق صفحہ ۱۶۹

اے کہ در مدرسہ جوئی ادب و دانش و ذوق
نخرد بادہ کس از کار گہ شیشہ گراں

تیسری

بال جبریل صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳

آہ مکتب کا جوانِ گرم خوں
ساحرِ افرنگ را صیدِ زبوں
مُرغ پر نارُستہ چوں پرّاں شود
طعمۂ ہر گربۂ درّاں شود

بال جبریل صفحہ ۱۸۰

چشمِ بینا سے ہے جاری جوئے خوں
علمِ حاضر سے ہے دیں زار و زبوں

چوتھی

بال جبریل صفحہ ۶۹

گلا تو گھونٹ دیا اہل مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ
خودی میں گم ہے خدائی تلاش کر غافل
یہی ہے تیرے لئے اب صلاحِ کار کی راہ

لسان العصر حضرت اکبر الہ آبادیؒ کا فیصلہ تعلیم جدید کے متعلق

وضع و روش اطفال کی ہے قوم پر بارِ گراں
رسموں کا شکوہ اک طرف مذہب کا رونا اک طرف
کہتے ہیں لڑکے مگر کالج سے فرصت ہے کہاں
یہ ساری باتیں اک طرف اور پاس ہونا اک طرف

پڑھے اس جا جہاں تاثیرِ ملّت جا نہیں سکتی
بسے اُس جا کہ آوازِ اذاں بھی آ نہیں سکتی
نہیں کو ناز ہو اے نوجوانوں اس طریقہ پر
میری اُمید تو نغمہ خوشی کا گا نہیں سکتی

اس تعلیم جدید کی مہارت تامہ رکھنے والے حضرات کی جب یہ رائے ہے

تو کیا پھر اس تعلیم سے حزب اللہ والی صفات کے آدمی پیدا ہو سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔

ایک مفید مشورہ

برادران اسلام آپ کو میری چالیس سالہ لاہور کی بود و باش سے یہ اندازہ ہو چکا ہوگا کہ میں انگریز کے وقت میں بھی اسکولوں اور کالجوں کی اس تعلیم جدید کا مخالف نہیں تھا۔ ہاں ایک مفید مشورہ ہمیشہ سے اپنے بھائیوں کو دیتا رہا ہوں اور اب بھی وہی چالیس سالہ مشورہ پھر پیش کرتا ہوں کہ اس تعلیم جدید کو ذریعہ معاش سمجھیں اور ذریعہ نجات آخرت نہ سمجھیں۔ تعلیم جدید تو بچے سکولوں اور

کالجوں میں پائیں اور نجات آخرت کے لئے انہیں روزانہ ایک آدھ گھنٹہ کسی کتاب و سنت کے عالم باعمل کی صحبت میں ضرور بھجوائیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان حضرات کی آدھ گھنٹہ کی روزانہ صحبت بھی ہمارے بچوں کو صحیح معنی میں مسلمان بنانے کے لئے کافی ہو گی۔

اور اگر بالفرض

کتاب و سنّت کے عالم باعمل کی صحبت میں روزانہ انہیں نہ بھیجا جا سکے تو کم از کم ہفتہ میں ایک دن جس دن سکول اور کالج کی چھٹی ہو۔ بچوں کو ایسے عالم کے درس قرآن مجید سننے کے لئے ضرور بھیج دیا جائے اور نماز جمعہ ادا کرنے کیلئے اُس متشرع اور باعمل عالم کی مسجد میں ضرور بھیج دیا جائے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس تجویز پر عمل کرنے سے بچوں کے دل و دماغ پر اسلام کا اثر پڑتا رہے گا اور ایسے بے دین نہیں ہوں گے۔ جن سے ہر دو مذکورۃ الصدر بزرگ جن کا ذکر خیر ابھی ہو چکا ہے۔ شاکی ہیں۔ وما علینا الا البلاغ۔

ایک ضروری تصحیح

ہفت روزہ خدام الدین لاہور شمارہ ۲۰ نومبر ۵۹ء کے صفحہ ۸ کالم ۲ سطر ۱۸ میں کتابت کی غلطی رہ گئی ہے جس کی اس طرح تصحیح فرمالیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کو بھی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ "مدیر"

مدرسہ قاسم العلوم ملتان کے عطیات کو حکومت پاکستان نے انکم ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیا

تمام برادران اسلام کی خدمت میں عموماً اور بہی خواہان مدرسہ قاسم العلوم کچہری روڈ ملتان شہر کی خدمت میں خصوصاً عرض ہے کہ حکومت پاکستان نے مدرسہ مذکور کو ایک خیراتی اور قومی ادارہ تسلیم کرتے ہوئے اس رقم کو جو اس ادارہ کیلئے دی جائے انکم ٹیکس سے مستثنیٰ کر دیا ہے۔

نوٹ۔ مرکزی حکومت پاکستان کی وزارت مالیات کے ریونیو ڈویژن نے نوٹیفکیشن نمبر ۹۳/ سی / ۱۷ (۱۸) آئی۔ ٹی۔ پی / ۵۹ کے ذریعہ انکم ٹیکس ایکٹ ۱۹۲۲ء کی ذیلی دفعہ (۱) کے ۵ اڈی کے اس ادارہ کی عطیات کی رقوم پر ۳۱ اکتوبر ۱۹۵۹ء سے انکم ٹیکس نہیں لگے گا۔

لہذا اہل خیر حضرات کو چاہیئے کہ مدرسہ کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے فراخدلی سے مالی امداد خود بھی فرماتے رہیں اور اپنے حلقہ اثر میں بھی اسکی امداد کیلئے کوشش فرما کر ثواب دارین حاصل فرمادیں۔

(مولانا) محمد شفیع صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان شہر

ازجناب محمد شفیع عمر دین اللہ دھہ

نافرمانی

قسط اوّل

دنیا میں انسان حکومت کے قانون کی انحرافی کرے تو باغی کہلاتا ہے۔ بغاوت ایک سنگین جرم ہے۔

اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین ہے۔

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ۝ (التین آیت ۸)۔ ترجمہ۔ کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں۔ (ضرور ہے)

حکومت اسی کی ہے۔ اور مر کر اسی کے پاس جانا ہے۔

وَلَہُ الْحُکْمُ وَاِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۝ (القصص آیت ۷۰)۔ ترجمہ۔ اور اسی کی حکومت ہے اور تم اُسی کے پاس لوٹائے جاؤ گے۔

اس لئے بندے پر فرض عین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی حکم کی انحرافی نہ کرے اور نافرمان نہ بنے۔

۱۔ حضرات انبیاء علیہم السّلام نافرمانی نہیں کرتے

(۱) قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ۝ (الانعام آیت ۱۵ ع ۲) ۔ ترجمہ۔ کہہ دو۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام عثمانی رح

"آپ پر رکھ کر اوروں کو سنایا گیا ہے یعنی بفرض محال اگر خدا کے معصوم و برگزیدہ ترین بندے سے بھی کسی طرح کا عصیاں سرزد ہو تو عذاب الٰہی کا اندیشہ ہوتا ہے۔ پھر کسی دوسرے کو کب لائق ہے کہ باوجود شرک و کفر اور تکذیب انبیاء وغیرہ ہزاروں طرح کے جرائم میں مبتلا ہونے کے عذاب الٰہی سے بے فکر اور مامون ہو کر بیٹھ رہیں"

(۲) قَالَ یٰقَوْمِ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کُنْتُ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّیْ وَاٰتٰىنِیْ مِنْہُ رَحْمَۃً فَمَنْ یَّنْصُرُنِیْ مِنَ اللّٰہِ اِنْ عَصَیْتُہٗ فَمَا تَزِیْدُوْنَنِیْ غَیْرَ تَخْسِیْرٍ۝ (ہود آیت ۶۳ ع ۶)۔ صالح ع نے کہا اے میری قوم بھلا دیکھو تو اگر میں اپنے رب کی طرف سے کوئی دلیل رکھتا ہوں اور اس کی طرف سے میرے پاس رحمت بھی آ چکی ہو۔ پھر اگر میں اس کی نافرمانی کروں تو مجھے اس سے کون بچا سکتا ہے۔ پھر تم مجھے نقصان کے سوا اور کیا دو گے۔

حاصل یہ نکلا کہ حضرت صالح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے ڈرتے ہیں۔ اور نافرمانی کا نتیجہ صرف نقصان ہی بتاتے ہیں۔

(۳) اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ۝ (یونس آیت ۱۵۔ ع ۲)۔ ترجمہ۔ میں اسی کی تابعداری کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جائے۔ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

جو احکام اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائے۔ آپ نے ان پر عمل کرکے ہمارے لئے اسوہ حسنہ کی سعادتمندانہ راہیں کھول دیں اور نافرمانی کے باعث قیامت کے دن ملنے والے دردناک عذاب سے آگاہ فرما دیا۔

اب ہمیں چاہیئے کہ احکام اللہ اور احکام الرسول کی خلاف ورزی ہرگز نہ کریں۔

(۴) قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ۝ (الزمر آیت ۱۳) ترجمہ۔ کہہ دو میں بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اگر اپنے رب کی نافرمانی کروں۔

بقول حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح۔ یعنی مجھ جیسا معصوم و مقرب بھی اگر بفرض محال نافرمانی کرے تو اس دن کے عذاب سے مامون نہیں۔ تا بدیگراں چہ رسد۔

جب حقیقت حال یہ ہے تو ہمیں تو نافرمانی کے قریب بھی نہ جانا چاہیئے اور قیامت کے دن کے عذاب سے بچاؤ کی فکر میں لگاتار لگے رہنا چاہیئے۔

۲۔ فرشتے نافرمانی نہیں کرتے

یٰٓاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ

وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ○ (التحریم آیت ۶-ع ۱) ترجمہ اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ سے بچاؤ۔ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اسپر فرشتے سخت دل قوی ہیکل مقرر ہیں۔ وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے جو وہ نہیں حکم دے اور وہ وہی کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

یعنی دوزخ کی سزا دینے کے لئے جو فرشتے مقرر ہیں وہ کسی کی رعایت نہیں کرتے جو حکم ملے اس کی فوراً تعمیل کرتے ہیں۔ دوزخ سے بچاؤ کا طریقہ یہ ہے۔ کہ ہم خود دین کا علم حاصل کریں اسپر عمل کریں۔ اپنی اولاد کو دین کا علم سکھلائیں اور ان سے شریعت کی پابندی کرائیں

(۲) يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ○ (النحل آیت ۵۰ ع ۱۔) ترجمہ۔ وہ اپنے بالادست رب سے ڈرتے ہیں اور انہیں جو حکم دیا جاتا ہے وہ بجا لاتے ہیں۔

یعنی فرشتے باوجود اس قدر قرب کے اپنے رب کے جلال سے ڈرتے رہتے ہیں اور جو حکم پاتے ہیں۔ فوراً بجا لاتے ہیں۔ (حضرت مولانا عثمانی رح)

اب کمزور انسان کس ہمت پر نافرمانی کرتا ہے۔ اسے اپنی فکر کرنی چاہیئے۔

۳۔ ایمانداروں کو نافرمانی سے نفرت

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِيْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۭ لَوْ يُطِيْعُكُمْ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ اِلَيْكُمُ الْاِيْمَانَ وَزَيَّنَهٗ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَكَرَّهَ اِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْيَانَ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ ○ (الحجرات آیت ۷۔ ع ۱ پارہ ۲۶)۔ ترجمہ۔ اور جان لو کہ تم میں اللہ کا رسول موجود ہے۔ اگر وہ بہت سی باتوں میں تمہارا کہا مانے تو تم پر مشکل پڑ جائے۔ لیکن اللہ نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے اور اس کو تمہارے دلوں میں اچھا کر دکھایا ہے اور تمہارے دل میں کفر اور گناہ اور نافرمانی کی نفرت ڈال دی ہے یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔

جان لو تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں۔ ان کی تعظیم و توقیر کرنا عزت و ادب کرنا۔ ان کے احکام سر آنکھوں پر بجا لانا تمہارا فرض ہے۔ وہ تمہاری مصلحتوں سے خوب آگاہ ہے۔ اسے تم سے بہت محبت ہے۔ وہ تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتے۔ تم اپنی بھلائی کے اتنے خواہاں اور اتنے واقف نہیں۔ جتنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (ابن کثیر)

اللہ تعالٰے کے فضل اور احسان سے مسلمانوں کی قلبی حالت یہ ہے:۔

(۱) دل ایمان کی محبت سے لبریز ہیں۔
(۲) ایمان کی خوبی سے دل خوب واقف ہیں۔
(۳) کفر ناپسندیدہ ہے۔
(۴) فسق (ہر قسم کے گناہ اور قانون شکنی اور بدکاری) سے نفرت ہے۔
(۵) نافرمانی سے عداوت ہے۔
(۶) ہدایت یافتہ ہیں۔

یہ اوصاف حضرات صحابہ کرامؓ میں تھے اور ان پاک نفوس کے نقش قدم پر چل کر ہمیں بھی ہدایت یافتہ کے زمرے میں شامل ہو جانا چاہیئے۔

حدیث۔ اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ (تجرید الاحادیث مطبوعہ پیسہ اخبار لاہور بحوالہ بیہقی)

ترجمہ۔ میرے اصحاب ستاروں کی طرح ہیں۔ ان میں سے جسکی بھی اقتدا کرو گے۔ ہدایت پاؤ گے۔

آج گو حضورؐ ہمارے درمیان میں نہیں مگر حضورؐ کی تعلیم اور آپ کے وارث و نائب یقیناً موجود ہیں اور رہیں گے۔ (حضرت شیخ الاسلام عثمانی رح)

ہمیں چاہیئے ان حضرات کی رشد و ہدایت پر عمل کریں۔

ایک مثال

حضرت فضالہ بن عمیرؓ سے ایمان کی قدر و قیمت دریافت کیجئے۔ ایمان لانے کے بعد آپ سکون قلب کے ساتھ ایک گلی میں سے گذر رہے تھے کہ وہاں انہیں ان کی معشوقہ ملی۔ جن کے پاس ایمان لانے سے قبل بیٹھا کرتے تھے۔ اس نے آپ کو بلایا کہ ایک بات سنتے جاؤ۔ آپ نے جواب دیا۔ "نہیں نہیں خدا اور اسلام ایسی باتوں سے منع کرتے ہیں۔" رحمۃ للعالمین جلد اول صـ ۱۵۸

غزوہ اُحد کا واقعہ

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗٓ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰٓي اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْھُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ ○ (آل عمران آیت ۱۵۲۔ ع ۱۶۔ پ ۴) ترجمہ۔ اور اللہ تو اپنا وعدہ سچا کر چکا۔ جب تم اس کے حکم سے انہیں قتل کرنے لگے۔ یہاں تک کہ جب تم نے نامردی کی اور کام میں جھگڑا ڈالا اور نافرمانی کی۔ بعد اس کے کہ تم کو دکھا دی وہ چیز جسے تم پسند کرتے تھے۔ بعض تم سے دنیا چاہتے تھے اور بعض تم میں سے آخرت کے طالب تھے۔ پھر تمہیں ان سے پھیر دیا تاکہ تمہیں آزمائے اور البتہ تحقیق تمہیں اس نے معاف کر دیا ہے اور اللہ ایمانداروں پر فضل والا ہے۔

جنگ اُحد کے دن جب مسلمانوں کا مشرکوں سے مقابلہ ہوا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں کا ایک دستہ حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کی کمان میں پہاڑ کی گھاٹی میں بٹھا دیا۔ تاکہ وہ دشمنوں کی دیکھ بھال کریں کہ وہ اس درّے سے نہ گھسنے پائیں اور انہیں فرما دیا تھا کہ اگر تم ہمیں کافروں پر غالب دیکھو۔ تب بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ اور اگر کافروں کو ہم پر غالب دیکھو تب بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور نہ ہماری مدد کرنا۔ شروع دن میں مقابلہ ہوا اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا۔ کافروں کے قدم اُکھڑ گئے مسلمان فتحیاب ہوئے۔ اب ان تیر انداز حضرات کی آنکھوں کے سامنے یہ منظر تھا کہ کفار بھاگے جا رہے تھے مال غنیمت میدان کارزار میں پڑا تھا۔ اس وقت تیر انداز دستہ مال غنیمت سمیٹنے کی طرف راغب ہوا۔ حضرت عبداللہ بن جبیرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یاد دلایا مگر اکثر نے یہ رائے قائم کی۔ اب ادھر ٹھہرنے کی ضرورت نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سوائے چند تیر اندازوں کے باقی مال غنیمت جمع کرنے میں مشغول ہو گئے۔ کفار نے اس موقعہ کا فائدہ اٹھایا اس پہاڑ کے درے سے آکر حملہ آور ہوئے۔ فتح شکست میں بدل گئی۔ ستر صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ [ماخذ بخاری شریف کتاب المغازی جنگ اُحد کا بیان]

ان حضرات کی یہ غلطی اللہ تعالیٰ نے

باقی صفحہ ۱۷ پر

از جناب ابو عبدالرحمٰن صاحب لدھیانوی

علمِ الٰہی کی کوئی انتہا نہیں ہے

اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ — اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ

لامحدود وسعت علم الٰہی

سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو ہر کھلی اور چھپی چیز کو یکساں جانتا ہے حتٰی کہ دلوں کی تہ میں جو خیالات ارادے اور نیتیں پوشیدہ ہوتی ہیں۔ ان پر بھی مطلع ہے۔ پھر کوئی مجرم اپنے جرم کو کس طرح اس سے مخفی رکھ کر نجات پا سکتا ہے۔ تمہارا ظاہر و باطن خدا کے سامنے ہے۔ انسان کیا۔ بلکہ کوئی چیز بھی اس سے کسی وقت چھپ نہیں سکتی۔

جب تمام جانداروں کی حسب استعداد غذا اور معاش مہیا کرنا حق تعالےٰ کا کام ہے تو ضروری ہے کہ اس کا علم ان سب پر محیط ہو۔ ورنہ ان کی روزی کی خبرگیری کیسے کر سکے گا۔

خداتعالیٰ ابتداء سے انتہا تک تمہاری ہستی کے تمام درجات کا علم رکھتا ہے۔ دنیوی زندگی اور برزخ و آخرت کے حالات کا علم رکھتا ہے حق تعالےٰ ان تمام مختلف مواد اور اطوار و ادوار کا عالم ہے۔ جن میں سے کوئی حیوان گذر کر اپنی موجودہ ہیئت کذائی تک پہنچتا ہے۔ وہی اپنے علم محیط سے ہر مرتبہ وجود میں اس کی استعداد کے مناسب وجود و کمالات وجود فائز کرتا ہے۔

قرآنی شواہد

(۱) یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ۚ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝ پ۱۴ع۱

ترجمہ۔ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں۔ وہ تو جاننے والا ہے دلوں کی بات۔

وہ تو جانتا ہے جہاں انسان ٹھہرتا ہے (مستقر) اور جہاں سونپا جاتا ہے (مستودع)

حق سبحانہٗ تعالےٰ کو علم ہے کہ حاملہ کے پیٹ میں ایک بچہ ہے یا زیادہ۔ پورا بن چکا ہے یا ناتمام ہے۔ تھوڑی مدت میں پیدا ہوگا یا زیادہ میں۔ غرض پیٹ کے گھٹنے بڑھنے کے تمام اسرار و اسباب اور اوقات احوال کو پوری طرح جانتا ہے اور اپنے علم محیط کے موافق ہر چیز کو ہر حالت میں اُسکے اندازہ اور استعداد کے موافق رکھتا ہے۔ دُنیا کی کوئی کھلی چھپی چیز اس سے پوشیدہ نہیں اور تمام جہان اس کے زیر تصرف ہے۔ تمہارے ہر قول و فعل کا اس کو علم محیط ہے۔ جو بات تم دل میں چھپاؤ یا آہستہ کہو اور جو علانیہ پکار کر کہو نیز جو کام رات کی تاریکی میں پوشیدہ ہو کر کرو اور جو دن دہاڑے بر سر بازار کرو۔ دونوں کی حیثیت علم الٰہی کے اعتبار سے یکساں ہے۔

(۲) اَللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِیْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّیْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝ پ۱۳-ع ۸-

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو پیٹ میں رکھتی ہے ہر مادہ اور جو سکڑتے ہیں پیٹ اور بڑھتے ہیں اور ہر چیز کا اس کے یہاں اندازہ ہے۔ برابر ہے تم میں جو آہستہ بات کہے اور جو کہے پکار کر۔ اور جو چھپ رہا ہے رات میں اور جو گلیوں میں پھرتا ہے دن کو

اس عالم الغیب والشہادۃ سے تو کوئی راز اور عمل یا نیت پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ اسی کے یہاں سب کو جانا ہے وہ جزا دینے کے وقت تمہارا ہر چھوٹا بڑا ظاہری و باطنی عمل کھول کر رکھ دیگا اور اسی کے موافق بدلہ دے گا۔

(۳) یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ پ۳-ع ۲-

(ترجمہ) جانتا ہے جو کچھ خلقت کے روبرو ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہے اور وہ سب احاطہ نہیں کر سکتے کسی چیز کا اس کی معلومات میں سے مگر جتنا کہ وہی چاہے۔

حق سبحانہٗ تعالےٰ کا علم و قدرت ایسا کامل ہے کہ ایک چیز بھی ایسی نہیں جو اس سے باہر ہو۔ جس کا علم اور قدرت ایسا غیر متناہی اور ہمیشہ یکساں رہنے والا ہو۔ اس کو تمام جزئیات عالم کے ضبط رکھنے اور ان کا عوض عطا فرمانے میں کیا دقت ہو سکتی ہے۔

منافق لوگ خواہ کیسے ہی وعدے کریں۔ باتیں بنائیں یا مجبور ہو کر مال پیش کریں۔ خدا ان کے ارادوں اور نیتوں کو خوب جانتا ہے اور اپنے ہم مشربوں کے پاس بیٹھ کر جو مشورے کرتے ہیں۔ اُن سے پوری طرح آگاہ ہے۔

اللہ تعالےٰ اپنے بھید کی خبر کسی کو نہیں دیتا۔ ہاں رسولوں کو جس قدر انکی شان و منصب کے لائق ہو بذریعہ وحی خبر دیتا ہے۔ اس وحی کے ساتھ فرشتوں کے پہرے اور چوکیاں رکھی جاتی ہیں۔ کہ کسی طرف سے شیطان اس میں دخل کرنے نہ پائے اور رسول کا اپنا نفس بھی غلط نہ سمجھے۔ وقت قیامت کا علم اس نے کسی کو نہیں دیا۔

جس دن تمام اولین و آخرین مل کر اللہ تعالےٰ کی پیشی میں حاضر ہوں گے۔ اور ہر ایک شخص اپنے اچھے یا بُرے عمل سے ملاقات کرے گا۔ قبروں سے نکل کر ایک کھلے میدان میں، حاضر ہوں گے جہاں کوئی آڑ۔ پہاڑ حائل نہ ہوگا۔ خوب سمجھ لو کہ اس حاکم اعلےٰ کے دربار میں حاضر ہونا ہے۔ جسپر تمہاری کوئی حالت پوشیدہ نہیں۔ سب ظاہر و باطن احوال کھول کر رکھ دیئے جائیں گے۔ اس دن تمام واسطے اور حجاب اُٹھ جائیں گے۔ ظاہری اور مجازی رنگ میں بھی کسی کی بادشاہت نہ رہے گی۔ اسی اکیلے شہنشاہ مطلق کا راج ہوگا۔ جس کے آگے ہر ایک طاقت دبی ہوئی ہے۔

(۴) یَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ ۝ پ۲۴-ع ۲۷-

ترجمہ۔ وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ اور جو کچھ چھپا ہوا ہے سینوں میں یعنی مخلوق سے نظر بچا کر چوری چھپے کسی پر نگاہ ڈالی یا دل میں کچھ نیت کی یا کسی بات کا ارادہ یا خیال آیا۔ ان میں سے ہر چیز کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور فیصلہ انصاف سے کرتا ہے۔ اسی کو ظاہری اعمال اور باطنی نیتوں کی خبر ہے۔ اپنی زبردست قوت اور حکمت سے اسی کے مطابق بدلہ دے گا۔

پیغمبروں کا اقرار

یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰہُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِنَّکَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۰ پ۷ ع ۵

ترجمہ۔ جس دن اللہ تعالےٰ جمع کرے گا سب پیغمبروں کو، پھر کہیگا تم کو کیا جواب ملا تھا۔ وہ کہیں گے ہم کو خبر نہیں۔ تو ہی چھپی باتوں کا جاننے والا ہے۔ خداوندا! تیرے علم کامل اور محیط کے سامنے ہمارا علم کچھ بھی نہیں۔ ہم کو علم نہیں کہ انہوں نے ہمارے پیچھے کیا کچھ کیا۔ ہم صرف ان ہی افعال و احوال پر مطلع ہو سکتے ہیں جو ہمارے سامنے ظاہری طور پر پیش آئے تھے۔ بواطن و سرائر کا علم علام الغیوب ہی کو ہے۔

(۶) اور جب کہیگا اللہ اے عیسےٰ مریم کے بیٹے، تو نے کہا لوگوں کو کہ ٹھہرالو مجھ کو اور میری ماں کو دو معبود سوا اللہ کے' کہا تو پاک ہے مجھ کو لائق نہیں کہ کہوں ایسی بات جس کا مجھ کو حق نہیں۔ اگر میں نے یہ کہا ہوگا تو تجھ کو ضرور معلوم ہوگا۔ تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے جی میں ہے۔ بیشک تو ہی چھپی باتوں کا جاننے والا ہے۔ میں نے کچھ نہیں کہا ان کو مگر جو تو نے حکم کیا کہ بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا۔ اور میں ان سے خبردار تھا جبتک ان میں رہا۔ پھر جب تو نے مجھ کو اٹھا لیا تو تو ہی تھا خبر رکھنے والا ان کی، اور تو ہر چیز سے خبردار ہے۔ پ۷ ع ۶۔

(مطلب) حضرت عیسیٰؑ جواب دیں گے کہ میں ایسی نامناسب بات کیسے کہہ سکتا تھا۔ آپ کی ذات اس سے پاک ہے کہ الوہیت وغیرہ میں کسی کو اس کا شریک ٹھہرایا جائے اور جس کو آپ پیغمبری کا منصب جلیل عطا فرمائیں۔ اسکی یہ شان نہیں کہ کوئی ناحق بات منہ سے نکالے پس میری عصمت کا اقتضاء یہی تھا۔ کہ میں ایسی ناپاک بات کبھی نہ کہوں۔ اور سب دلائل کو چھوڑ کر آخری بات یہ ہے کہ آپ کے علم محیط سے کوئی چیز باہر نہیں ہو سکتی۔ اگر فی الواقع میں ایسا کہتا تو آپ کے علم میں ضرور موجود ہوتا آپ خود جانتے ہیں کہ میں نے خفیہ یا علانیہ کوئی ایسا حرف منہ سے نہیں نکالا۔ بلکہ میرے دل میں اس طرح کے نامناسب خیال کا خطور بھی نہیں ہوا۔ آپ سے میرے دل یا کسی کے دل کی چھپی ہوئی باتیں بھی پوشیدہ نہیں۔ میں نے آپ کے حکم سے سرمو تجاوز نہیں کیا۔ اپنی الوہیت کی تعلیم تو کیسے دے سکتا تھا۔ اس کے بالمقابل میں نے ان کو صرف تیری بندگی کی طرف بلایا اور کھول کھول کر بتلا دیا کہ میرا اور تمہارا سب کا رب وہ ہی ایک خدا ہے جو تنہا عبادت کے لائق ہے

فرشتوں کا اقرار

(۷) قَالُوْا سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ الخ پ ۱ ع ۴ — (ترجمہ) بولے پاک ہے تو۔ ہم کو معلوم نہیں۔ مگر جتنا تو نے ہم کو سکھایا بے شک تو ہی ہے۔ اصل جاننے والا۔ اور حکمت والا۔ خلاصہ یہ ہے کہ

اللہ تعالےٰ نے یہ علم ان کے دل میں بلا واسطہ کلام القا کر دیا۔ کیونکہ بدوں اس کمال علمی کے خلافت اور دنیا پر حکومت کیونکر ممکن ہے۔ اس کے بعد ملائکہ کو اس حکمت پر مطلع کرنے کے لئے ملائکہ سے امور مذکورہ کا سوال کیا گیا کہ اگر تم اپنی اس بات میں کہ تم کار خلافت انجام دے سکتے ہو۔ سچے ہو تو ان چیزوں کے نام و احوال بتاؤ لیکن انہوں نے اپنے عجز و قصور کا اعتراف کیا اور خوب سمجھ گئے کہ بغیر اس علم عام کے کوئی کار خلافت زمین میں نہیں کر سکتا اور اس علم عام سے قدر قلیل ہم کو اگر حاصل ہوا بھی تو اتنی بات سے ہم قابل خلافت نہیں ہو سکتے۔ یہ سمجھ کر کہہ اٹھے کہ تیرے علم و حکمت کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام سے جو تمام اشیائے عالم کی نسبت سوال ہوا۔ تو فرفر سب امور ملائکہ کو بتا دیئے کہ وہ بھی سب دنگ رہ گئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ کہو ہم نہ کہتے تھے کہ ہم جملہ مخفی امور آسمان و زمین کے جاننے والے ہیں اور تمہارے دل میں جو باتیں پوشیدہ ہیں وہ بھی سب ہم کو معلوم ہیں۔ جو بات زور سے پکار کر کہی جائے وہ اس علام الغیوب سے کیونکہ پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ جس کو ہر کھلی چھپی۔ بلکہ چھپی سے زیادہ چھپی ہوئی باتوں کی خبر ہے۔ جو بات تنہائی میں آہستہ کہی جائے اور جو دل میں گذرے ابھی زبان تک نہ آئی ہو اور جو ابھی دل میں بھی نہیں گذری۔ آئندہ گذرنے والی ہو۔ حق تعالیٰ کا علم ان سب کو محیط ہے۔

۸۔ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَیْنٰہُ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۰ الخ پ ۱۵ ع ۲۱۔ (ترجمہ) پھر پایا ایک بندہ ہمارے بندوں میں سے جس کو دی تھی ہم نے اپنے پاس سے رحمت اور سکھلایا تھا اپنے پاس سے ایک علم۔ کہا اس کو موسیٰؑ نے۔ کہے تو تیرے ساتھ ہوں اس بات پر کہ مجھ کو سکھلا دے کچھ جو تجھ کو سکھلائی ہے بھلی راہ۔ بولا تو ٹھہر نہ سکے گا میرے ساتھ اور کیونکر ٹھہرے گا دیکھ کر ایسی چیز کہ تیرے قابو میں نہیں اس کا سمجھنا۔

(مطلب) موسیٰؑ حضرت خضرؑ سے ملے۔ علیک سلیک کے بعد خضرؑ نے سبب پوچھا موسےٰؑ نے آنے کا سبب بتلایا۔ خضرؑ نے کہا اے موسےٰ! بلاشبہ اللہ نے تمہاری تربیت فرمائی پر بات یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے ایک علم جزئیات کونیہ کا مجھ کو ملا ہے۔ جو اتنی مقدار میں تم کو نہیں ملا اور ایک علم اسرار و تشریع کا تم کو دیا گیا ہے۔ جو اتنی بہتات سے مجھ کو نہیں دیا گیا۔ اس کے بعد ایک چڑیا دکھا کر جو دریا میں سے پانی پی رہی تھی۔ کہا کہ میرا تمہارا بلکہ کل مخلوقات کا سارا علم اللہ کے علم میں سے اتنا ہے۔ جتنا دریا کے پانی میں سے وہ قطرہ جو چڑیا کے منہ کو لگ گیا ہے۔ یہ بھی محض سمجھانے کے لئے تھا۔ ورنہ متناہی کو غیر متناہی سے قطرہ اور دریا کی بھی نسبت نہیں ہے۔ (مولانا عثمانیؒ)

(۹) وَاَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ اَوِ اجْهَرُوْا بِهٖ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۰ پ ۲۹ ع ۱۔ ترجمہ اور تم چھپا کر کہو اپنی بات یا کھول کر۔ وہ خوب جانتا ہے جیوں کے بھید۔ گو تم اس کو نہیں دیکھتے مگر وہ تم کو دیکھ رہا ہے اور تمہاری ہر کھلی چھپی بات خلوت میں ہو یا جلوت میں سب کو جانتا ہے بلکہ دلوں اور سینوں میں جو خیالات گذرتے ہیں ان کی بھی خبر رکھتا ہے۔ غرض وہ تم سے غائب ہے۔ پر تم اس سے غائب نہیں۔ خالق و مختار جس چیز کو پیدا کرے ضروری ہے کہ اس کا پورا علم اسے حاصل ہو

(۱۰) وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ ۭ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۭ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا یَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ۰ پ ۷ ع ۱۳۔ ترجمہ

اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی کہ ان کو کوئی نہیں جانتا۔ سوائے اس کے۔ اور وہ جانتا ہے جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں جھڑتا کوئی پتہ مگر وہ جانتا ہے اس کو اور نہیں گرتا کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ کوئی ہری چیز اور نہ کوئی سوکھی چیز۔ مگر وہ کتاب مبین میں ہے

یعنی لوح محفوظ میں ہے اور لوح محفوظ میں جو چیز ہوگی وہ علم الٰہی میں پہلے ہوگی۔

عالم غیب اور شہادت کی کوئی خشک و تر اور چھوٹی بڑی چیز حق تعالیٰ کے علم وازلی محیط سے خارج نہیں ہوسکتی۔ اس لئے ان ظالموں کے ظاہری و باطنی احوال اور ان کی سزا دہی کے مناسب وقت و محل کا پورا پورا علم اسی کو ہے۔

مطلب یہ ہے کہ غیب کے خزانے اور ان کی کنجیاں صرف خدا کے ہاتھ میں ہیں۔ وہی ان میں سے جس خزانہ کو جس وقت اور جس قدر چاہے کسی پر کھول سکتا ہے۔ کسی کو یہ قدرت نہیں کہ اپنے حواس و عقل وغیرہ آلات ادراک کے ذریعہ سے علوم غیبیہ تک رسائی پا سکے یا جتنے غیوب اس پر منکشف کردیئے گئے ہیں۔ ان میں از خود اضافہ کرلے۔ کیونکہ علوم غیب کی کنجیاں اس کے ہاتھ میں نہیں دی گئیں۔ خواہ لاکھوں کروڑوں جزئیات و واقعات غیبیہ پر کسی بندہ کو مطلع کر دیا گیا ہو۔ تاہم غیب کے اصول و کلیات کا علم جن کو مفاتیح غیب کہنا چاہیئے۔ حق تعالیٰ نے اپنے ہی لئے مخصوص رکھا ہے (مولانا عثمانیؒ)

(۱۱) إِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌۢ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝ (پ ۲۱-ع ۱۳)

ترجمہ۔ بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اُتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ہے ماں کے پیٹ میں اور کسی جی کو معلوم نہیں کہ کل کو کیا کرے گا اور کسی جی کو خبر نہیں کہ کس زمین میں مرے گا۔ تحقیق اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

یعنی قیامت آ کر رہے گی۔ کب آئے گی۔ اس کا علم خدا کے پاس ہے۔ نہ معلوم کب یہ کارخانہ توڑ پھوڑ کر برابر کر دیا جائے۔ آدمی دنیا کے باغ و بہار اور وقتی تروتازگی پر ریجھتا ہے۔ کیا نہیں جانتا کہ علاوہ فانی ہونے کے فی الحال بھی یہ چیز اور اس کے اسباب سب خدا کے قبضہ میں ہیں۔ زمین کی ساری رونق اور مادی برکت (جس پر تمہاری خوشحالی کا مدار ہے) آسمانی بارش پر موقوف ہے۔ سال دو سال مینہ نہ برسے تو ہر طرف خاک اُڑنے لگے۔ نہ سامان معیشت رہیں نہ اسباب راحت۔

یہ علم تو حق تعالیٰ ہی کو ہے۔ کہ عورت کے پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور پیدا ہونے کے بعد اس کی عمر کیا ہو، روزی کتنی ملے سعید ہو یا شقی۔ کسی کو خبر نہیں کہ وہ کل کیا کریگا؟ اور کچھ کرنے کے لئے زندہ بھی رہیگا۔ کب موت آ جائے گی اور کہاں آئیگی؟ پھر یہ وثوق کیسے ہو کہ آج کی بدی کا تدارک کل نیکی سے ضرور کرلے گا۔ اور توبہ کی توفیق ضرور پائے گا۔ ان چیزوں کی خبر تو اسی علیم و خبیر کو ہے۔

آیت مذکورہ میں جو پانچ چیزیں بیان ہوئیں احادیث میں ان کو مفاتیح الغیب فرمایا ہے۔ جن کا علم کلی سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں۔ فی الحقیقت ان پانچ چیزوں میں کل اکوان غیبیہ کی انواع کی طرف اشارہ ہو گیا۔ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ میں غیوب مکانیہ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا میں زمانیہ مستقبلہ مَا فِي الْأَرْحَامِ میں زمانہ حالیہ اور يُنَزِّلُ الْغَيْثَ میں غالباً زمانیہ ماضیہ پر تنبیہ ہے۔ (مولانا عثمانیؒ)

(۱۲) يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۚ وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ ۝ الخ پ ۲۲-ع ۷-

ترجمہ۔ جانتا ہے جو کچھ کہ اندر گھستا ہے زمین کے، اور جو کچھ نکلتا ہے اس سے اور جو اُترتا ہے آسمان سے اور جو چڑھتا ہے اس میں اور وہی ہے رحم والا۔ بخشنے والا۔ اور کہنے لگے منکر نہ آئیگی ہم پر قیامت۔ تو کہہ۔ کیوں نہیں۔ قسم ہے میرے رب کی۔ البتہ آئے گی تم پر اس رب کی جو جانتا ہے چھپی ہوئی چیزوں کو۔ غائب نہیں ہو سکتا اس سے کچھ ذرہ بھر آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ اور کوئی چیز نہ اس سے چھوٹی اور نہ اس سے بڑی، جو نہیں ہے کھلی کتاب میں

یعنی آسمان و زمین کی کوئی چھوٹی بڑی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔ جو چیز زمین کے اندر چلی جاتی ہے۔ مثلاً جانور کیڑے، مکوڑے۔ نباتات کا بیج بارش کا پانی۔ مُردہ کی لاش اور جو اس کے اندر سے نکلتی ہے۔ مثلاً کھیتی سبزہ معدنیات وغیرہ اور جو آسمان کی طرف سے اُترتی ہے۔ مثلاً بارش وحی تقدیر۔ فرشتے وغیرہ اور جو اوپر چڑھتی ہیں مثلاً رُوح۔ دُعا۔ عمل اور ملائکہ وغیرہ ان سب انواع و جزئیات پر اللہ کا علم محیط ہے

(۱۳) إِنَّ اللّٰهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهٗ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ پ ۲۲-ع ۱۷- ترجمہ۔ اللہ بھید جاننے والا ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اس کو خوب معلوم ہے جو بات ہے دلوں میں۔

یعنی اُسے بندوں کے سب کھلے چھپے احوال و افعال اور دلوں کے بھید معلوم ہیں۔ کسی کی نیت اور استعداد اس سے پوشیدہ نہیں۔ اسی کے موافق معاملہ کرتا ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ جو لوگ اب چلا رہے ہیں کہ ہمیں چھوڑ دو پھر ایسی خطا نہ کریں گے۔ وہ اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ اگر ستر دفعہ لوٹائے جائیں تب بھی شرارت سے باز نہیں آ سکتے۔ ان کے مزاجوں کی افتاد ہی ایسی ہے۔

(۱۳) يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسٰهَا ۖ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي ۖ لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ پ ۹-ع ۱۳-

ترجمہ۔ تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کو کہ کب ہے اس کے قائم ہونے کا وقت تو کہہ کہ اس کی خبر تو میرے رب ہی کے پاس ہے۔ وہی کھول دکھائے گا اس کو اس کے وقت پر۔

(مطلب) انسان کو اپنی موت کے وقت کی خبر نہیں۔ پھر کل دنیا کی موت کو کون بتلا سکتا ہے۔ کہ فلاں تاریخ اور فلاں سنہ میں آئے گی۔ اس کی تعیین کا علم بجز خدائے علام الغیوب کسی کے پاس نہیں۔ وہی وقت معین و مقدر پر اُسے واقع کر کے ظاہر کر دے گا کہ خدا کے علم میں اس کا یہ وقت تھا۔ آسمان و زمین میں وہ بڑا بھاری واقعہ ہوگا اور اس کا علم بھی بہت بھاری ہے جو خدا کے سوا کسی کو حاصل نہیں۔

(۱۴) وَيَقُولُونَ لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ

فَانْتَظِرُوْا ۚ اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِیْنَ ۝ پ ۱۱-ع ۷ - ترجمہ - اور کہتے ہیں کیوں نہ اُتری تمہیں پر ایک نشانی اس کے رب سے سو تو کہہ دے کہ غیب کی بات اللہ ہی جانتے - سو منتظر رہو - میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں -

(مطلب) جن نشانیوں کی مشرکین فرمائش کرتے تھے - ان میں سے کوئی نشانی کیوں نہ اُتری ؟ جواب کا حاصل یہ ہے کہ صداقت کے نشان پہلے بہتیرے دیکھ چکے ہو - فرمائشی نشان دکھلانا ضروری نہیں - نہ چنداں مفید ہے - آئندہ جو خدا کی مصلحت ہوگی - وہ نشان دکھلائے گا - اس کا علم خدا ہی کو ہے کہ مستقبل میں کس شان اور نوعیت کے نشان ظاہر کرے گا - سو تم منتظر رہو - ہم بھی انتظار کرتے ہیں -

(۱۵) وَلِلّٰهِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ؕ پ ۱۴-ع ۱۷ - ترجمہ - اور اللہ ہی کے پاس ہیں بھید آسمانوں اور زمین کے اور قیامت کا کام تو ایسا ہے جیسے لپک نگاہ کی یا اس سے بھی قریب -

(مطلب) ساری مخلوق یکساں نہیں - ایک آدمی کا حال دوسرے سے بے انتہا مختلف ہے - چنانچہ وہ اپنے علم محیط کے موافق قیامت میں ہر ایک کے ساتھ جداگانہ معاملہ کرے گا - اور مختلف احوال پر مختلف نتائج مرتب کرے گا - قیامت کے آنے کو محال اور بعید نہ سمجھو - خدا کے آگے کوئی چیز مشکل نہیں - تمام لوگوں کو جب دوبارہ پیدا کرنا چاہے گا تو پلک جھپکنے کی بھی دیر نہ لگے گی - ادھر سے ارادہ ہوتے ہی چشم زدن میں ساری دُنیا دوبارہ موجود ہو جائے گی - جس کے علم محیط کا وہ حال ہو کہ آسمان و زمین کے سارے بھید اس کے سامنے حاضر ہیں اور جس کی قدرت کاملہ ذرہ ذرہ پر محیط ہو - بھلا اس کا ہمسر کون ہو سکتا ہے اور اس کی پوری مثال کہاں سے لا سکتے ہیں -

(۱۶) قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝ پ ۲۰-ع ۱ - ترجمہ - تو کہہ خبر نہیں رکھتا جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں چھپی ہوئی چیز کی - مگر اللہ اور ان کو خبر نہیں کہ کب جی اٹھائے جائیں گے -

یعنی معبود وہ ہوگا جو قدرت تامہ کے ساتھ علم کامل اور محیط بھی رکھتا ہو اور یہ وہ صفت ہے جو زمین اور آسمان میں کسی مخلوق کو حاصل نہیں اسی رب العزت کے ساتھ مخصوص ہے -

کل مغیبات کا علم بجز خدا کسی کو حاصل نہیں - نہ کسی ایک غیب کا علم کسی شخص کو بالذات بدوں عطائے الٰہی کے ہو سکتا ہے اور نہ غیب کی کنجیاں اللہ نے کسی مخلوق کو دی ہیں -

(۱۷) وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِیْنَ ۝ الحجر پ ۱۴-ع ۲ - ترجمہ - اور ہم نے جان رکھا ہے آگے بڑھنے والے کو تم میں سے - اور جان رکھا ہے پیچھے رہنے والوں کو اور تیرا رب ہی اکٹھا کرے گا اُن کو - بیشک وہی ہے حکمتوں والا خبردار

(مطلب) اگلا پچھلا کوئی شخص یا اسکے اعمال ہمارے احاطۂ علمی سے باہر نہیں - حق تعالےٰ کو ازل سے ہر چیز کا تفصیلی علم ہے - اسی کے مطابق دنیا میں پیش آتا ہے اور اسی کے موافق آخرت میں تمام مخلوق کا انصاف کیا جائے گا - ایک ایک ذرہ اس کے علم میں ہے - جب اس کی حکمت مقتضی ہوگی کہ سب کو بیک وقت انصاف کے لئے اکٹھا کیا جائے تو کچھ دشواری نہ ہوگی - قبر کی مٹی - جانوروں کے پیٹ - سمندر کی تہ ہوائی فضا میں جہاں کہیں کسی چیز کا کوئی جز ہوگا - وہ اپنے علم محیط اور قدرت کاملہ سے جمع کر دیگا -

(۱۸) قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۚ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ حَفِیْظٌ ۝ پ ۲۶-ع ۱۵ - ترجمہ - ہم کو معلوم ہے - جتنا گھٹاتی ہے زمین اُن میں سے - اور ہمارے پاس کتاب ہے - جس میں سب کچھ محفوظ ہے -

یعنی یہ نہیں کہ آج سے معلوم ہے بلکہ ہمارا علم قدیم ہے - حتیٰ کہ ان میں قبل وقوع ہی سب اشیاء کے سب حالات ایک کتاب میں جو لوح محفوظ کہلاتی ہے - لکھ دیئے تھے اور اب تک ہمارے پاس وہ کتاب موجود چلی آتی ہے - پس اگر علم قدیم کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو یونہی سمجھ لے وہ دفتر جس میں سب کچھ لکھا ہے - حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہے -

ہر بات اور اچھی بُری چیز کے لئے خدا تعالےٰ کے علم میں ایک اندازہ مقرر ہے

اور ہر چیز کے پیدا کرنے سے پہلے خدا تعالیٰ اُسے جانتا ہے - خدا تعالےٰ کے اسی علم اور اندازے کو تقدیر کہتے ہیں - کوئی اچھی یا بُری بات خدا تعالےٰ کے علم اور اندازے سے باہر نہیں -

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰی عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ ۝ پ ۳-ع ۹ - ترجمہ - اللہ پر چھپی نہیں کوئی چیز زمین میں نہ آسمان میں -

(مطلب) جس طرح اس کا اقتدار و اختیار کامل ہے - علم بھی محیط ہے - جہان کی کوئی چھوٹی بڑی چیز ایک سیکنڈ کیلئے اس سے غائب نہیں - سب مجرم و بری اور تمام جرموں کی نوعیت و مقدار اس کے علم میں ہے - مجرم بھاگ کر روپوش ہونا چاہے تو کہاں ہو سکتا ہے -

(۱۹) وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۝ پ ۲۸-ع ۱۸ ترجمہ - اور اللہ کے علم میں ہے سمائی ہر چیز کی -

خدا تعالےٰ تمام چیزوں کا جاننے والا ہے - اس کے علم سے کوئی چیز چھوٹی ہو یا بڑی نکلی ہوئی نہیں - ذرہ ذرہ کا اس کو علم ہے - ہر چیز کو اس کے وجود سے پہلے اور معدوم ہونے کے بعد بھی جانتا ہے - اندھیری رات میں کالی چیونٹی کے چلنے میں اس کے پاؤں کی حرکت کو بخوبی جانتا اور دیکھتا ہے - انسان کے دل میں جو خیالات آتے ہیں - وہ خدا کے علم میں سب روشن ہیں - علم غیب خاص خدا تعالیٰ کی صفت ہے

خواہ ایک بات کو چھپانے کی کتنی ہی کوشش کرے - اللہ جب ظاہر کرنا چاہے تو ہرگز مخفی نہیں رہ سکتی -

(۲۰) یہ کہ قائم رکھو نماز کو اور ڈرتے رہو اللہ سے اور وہی ہے جس کے سامنے تم سب اکٹھے ہوگے - اور وہی ہے وہ جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر اور جس دن کہے گا کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گا - اسی کی بات سچی ہے اور اسی کی سلطنت ہے - جس دن پھونکا جائے گا صور - جاننے والا چھپی اور کھلی باتوں کا اور وہی ہے حکمت والا جاننے والا - پ ۷-ع ۱۵ -

اس مالک نے اپنے علم و حکمت سے تمہارے لئے مناسب احکام و ہدایات بھیجے ہیں - جن پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ

کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالےٰ نے مخلوق کی قسمتیں آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے پانچ ہزار برس پہلے لکھ دی تھیں۔ اس وقت خدا کا عرش پانی پر تھا۔

ارشادات نبوی ؐ

(۱) حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں میں سے جب کوئی پیدا ہوتا ہے تو اس کا مادہ چالیس روز تک ماں کے پیٹ میں نطفہ رہتا ہے پھر چالیس روز کے بعد ایک بستہ خون کی شکل ہو جاتا ہے۔ پھر اتنی ہی مدت میں اس کو گوشت کا لباس پہنایا جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ چار باتوں کے لئے اس کے پاس فرشتہ روانہ فرماتا ہے۔ وہ چار باتیں یہ ہیں کہ (۱) اس کے عمل لکھے جائیں (۲) اس کی مدت عمر (۳) اس کا رزق (۴) اس کا نیکبخت یا بدبخت ہونا۔ الغرض پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔

(۲) حضرت عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے خدا تعالےٰ نے قلم کو پیدا فرمایا اور ارشاد ہوا کہ لکھ قلم نے عرض کیا۔ کیا لکھوں۔ ارشاد ہوا تقدیرات کو لکھ۔ لہٰذا اس نے جو کچھ تا ابد ہونے والا تھا۔ سب کچھ لکھ دیا۔

(۳) ابودرداؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کی پانچ باتوں سے فارغ ہو گیا۔ (۱) بندے کی عمر (۲) اور اس کے اعمال صالحہ و غیر صالحہ (۳) اور مقام جہاں پیدا ہوگا یا فوت ہوگا۔ یا سکونت اختیار کرے گا۔ (۴) اور اس کی حرکت جہاں کہیں جائے گا۔

(۵) اور اس کا رزق (مشکوٰۃ باب تقدیر)

اللہ تعالےٰ کو ہر ایک چیز کا پورا علم ہے ہر ایک کے درجے اور استحقاق کو خوب جانتا ہے اور ہر ایک کے مناسب شان اس سے معاملہ کرتا ہے۔ تو اب جس کو فضیلت عطا کرتا ہے۔ سراسر علم اور حکمت کے مطابق ہے۔ کوئی اپنی لاعلمی کی وجہ سے کیوں اس میں خلجان کرے۔

اللہ تعالےٰ تمہارے ظاہری اعمال اور دلی اغراض سب پر مطلع ہے تو اب جس کو قتل کرو محض اللہ کے حکم کے موافق قتل کرو اپنی کسی غرض کا اصلاً دخل نہ ہو۔

اللہ تعالےٰ کو تمہاری بھلائی معلوم ہے۔ سو یتیموں اور عورتوں کے بارہ میں جو بھلائی کروگے۔ اس کا ثواب ضرور پاؤگے۔ اگر عورتوں کے ساتھ نیک سلوک کروگے۔ بدسلوکی اور لڑائی سے پرہیز رکھوگے تو اللہ تعالےٰ تمہاری سب باتوں سے خبردار ہے۔ اس نیکی کا ثواب ضرور عطا فرمائے گا۔

اللہ تعالےٰ ہی کی سلطنت ہے تو اُسی کا حکم چلنا چاہیئے۔ وہ علم محیط اور قدرت کاملہ ہے جو احکام نافذ کرے۔ بندوں کا کام ہے کہ بے خوف و خطر تعمیل کریں۔ کسی کی رو رعایت کو دخل نہ دیں۔ کیونکہ خدا کے سوا کوئی کام آنے والا نہیں۔

"تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کو معلوم ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں۔ کہیں نہیں ہوتا مشورہ تین کا جہاں وہ نہیں ہوتا ان میں چوتھا اور نہ پانچ کا جہاں وہ نہیں ہوتا۔ اُن میں چھٹا اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ جہاں وہ نہیں ہوتا ان کے ساتھ جہاں کہیں ہو۔ پھر جتلا دے گا۔ ان کو جو کچھ انہوں نے کیا قیامت کے دن۔ بے شک اللہ کو معلوم ہے ہر چیز۔ پ ۲۸ ع ۲۔

تمام کمالات و صفات الٰہیہ کا مرجع دو صفتوں یعنی عزیز اور حکیم کی طرف ہے کیونکہ عزیز کمال قدرت پر اور حکیم کمال علم پر دلالت کرتا ہے اور جتنے کمالات ہیں علم اور قدرت سے کسی نہ کسی طرح وابستہ ہیں۔

بقیہ نافرمانی ۱۲ سے آگے :-

معاف فرما دی۔ حضرت شیخ الاسلام عثمانی مرحوم فرماتے ہیں۔ "یعنی جو غلطی ہوئی خدا تعالےٰ نے اُسے بالکل معاف فرما دیا اب کسی کو جائز نہیں کہ ان پر اس حرکت کی وجہ سے طعن و تشنیع کرے"

اس واقعہ سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیئے اور احکام اللہ اور احکام الرسول کی نافرمانی کرکے اپنے ہاتھوں سے اپنی بربادی اور تباہی کا اسباب مہیا نہ کرنا چاہیئے۔ یاد رکھیں۔ اللہ کی گرفت بڑی سخت ہے۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝ (البروج ۱۲)

ترجمہ۔ بے شک تیرے رب کی پکڑ سخت ہے۔ (باقی دارد)

جامعہ عثمانیہ کا جلسہ

پیر محل۔ جامعہ عثمانیہ اہل سنت والجماعت کے زیر اہتمام غلہ منڈی پیر محل میں خان اللہ بخش خان صاحب کی صدارت میں ایک تبلیغی جلسہ ہوا قاری عبدالحی عابد کے بعد جامعہ عثمانیہ کے طلباء محمد فضل و محمد مجیب الحق نے نعتیہ کلام پڑھا اور مختار احمد و محمد یٰسین نے ایک مکالمہ پیش کیا۔ بعدہٗ حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی نے اتحاد و اتفاق پر ایک موثر تقریر فرمائی

راقم الحروف محمد صدیق ربانی خریداری ۱۲۵۹ خدام الدین عربی ٹیچر پیر محل

از حکیم محمد یوسف چغتائی کھرڑیکا

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ

گذشتہ سے پیوستہ

(سلسلہ کیلئے دیکھیں خدام الدین ۱۳ نومبر ۱۹۵۹ء)

دنیاوی وسوسے اور مال و اولاد کی خاطر ہر ناجائز ذریعہ سے انسان اپنے آپ کو ہر وقت مصروف رکھتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ یہ تمام چیزیں فنا ہونیوالی ہیں۔ بقاء کی طرف قطعاً انسان متوجہ نہیں ہوتا۔ ہادی جھنجوڑ جھنجوڑ کر سمجھائے تب بھی غفلت سے جاگنا مشکل ہو جاتا ہے حالانکہ اللہ تبارک و تعالےٰ کلام پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ شیطان تمہارا صریحاً دشمن ہے۔ اس کے پنجہ میں مت آؤ۔ فرمایا

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

پارہ سیقول ع ۵۔ ترجمہ۔ اے لوگو! جو چیزیں زمین میں موجود ہیں۔ ان میں سے حلال پاک چیزوں کو کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو۔ فی الواقع وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔

الحاصل

جب رزق حلال ہو۔ گناہ کی طرف انسان متوجہ ہو ہی نہیں سکتا۔ پاک چیز کے استعمال سے گناہ کرنے کے وساوس ہی دل میں نہیں آتے۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ تزکیہ نفس کی خاطر ہر ہفتہ جو مجلس ذکر لاہور میں منعقد فرماتے ہیں۔ بار بار اس میں یہی سبق ہوتا ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں آیا ہے کہ بریدہ رضؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن پیشانی کے پسینہ کے ساتھ مرتا ہے۔ یعنی مومن کو جان کنی کی سخت تکلیف ہوتی ہے جس سے پیشانی پر پسینہ آ جاتا ہے اور یہ علامت بھلائی کی ہے۔ بعض کے نزدیک پسینہ سے یہ مراد ہے کہ مومن کو موت کے وقت کوئی اذیت نہیں ہوتی بجز پسینہ کے (ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ۔ عبداللہ بن عمر رضؓ کہتے ہیں۔ فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کا تحفہ موت ہے۔

ابوسعیدؓ اور ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا آنحضرتؐ نے کہ مرنیوالے کے سامنے لا الٰہ الا اللہ پڑھا کرو۔ بعض لوگ جان کنی کے وقت آہ و بکا۔ گریہ زاری کرنی شروع کر دیتے ہیں۔ خصوصاً عورتیں تو ایک حشر بپا کر دیتی ہیں۔ اس سے مرنے والے کی توجہ دوسری طرف ہو جاتی ہے۔ اس لئے حضورؐ نے ارشاد فرمایا

ام سلمہ رضؓ کہتی ہیں۔ فرمایا رسول اللہؐ نے کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ۔ یا کسی قریب المرگ شخص کے پاس تو اس کے سامنے بھلائی کا کلمہ زبان سے نکالو۔ اسلئے کہ تم جو کچھ کہتے ہو۔ فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں۔

عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو یمن کی چادر سے آپ کے جسم کو ڈھانپ دیا گیا۔

معاذ بن جبل رضؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہؐ نے جس شخص کا آخری کلام لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حصین بن وحوح کہتے ہیں کہ طلحہ بن براء رضؓ بیمار ہوئے تو رسول اللہؐ ان کی عیادت کو تشریف لائے اور ان کے گھر والوں سے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ طلحہ رضؓ کی موت آ گئی ہے۔ جب ان کا انتقال ہو جائے تو مجھ کو فوراً خبر دینا اور تم اسکی تجہیز و تکفین میں عجلت سے کام لینا۔ اس لئے کہ مسلمان میت کو گھر والوں کے درمیان زیادہ دیر رکھنا مناسب نہیں

الحاصل

بعض مسلمان میت کو کافی دیر تک دفن نہیں کرتے کہ میت کا فلاں فلاں رشتہ دار آئے۔ اس صورت میں حضورؐ کے ارشاد کے مطابق عجلت کرنی چاہیئے۔ جب ہم سے وہ شخص دائمی رخصت ہو رہا ہے تو پھر اس کے رکھنے میں کیا فائدہ

عبداللہ بن جعفر رضؓ کہتے ہیں۔ فرمایا۔ رسول اللہؐ نے مرنے والوں کو تم ان کلموں کی تلقین کیا کرو۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ یعنی خدا کے سوا کوئی معبود نہیں جو بردبار عزت والا ہے۔ پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا رب ہے۔ تمام تعریفیں اُسی کے لئے ہیں جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ صحابہ رضؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ان کلموں کو تندرست آدمیوں کو سکھانا کیسا ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا بہتر اور بہتر۔

عبدالرحمٰن رضؓ بن کعب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ مومن کی روح پرندہ کی شکل میں بہشت کے درختوں کا میوہ کھاتی ہے۔ یہاں تک کہ اللہ پھر اس کو اس کے بدن میں ڈالے گا۔ جس روز کہ اللہ تعالےٰ اس کو اٹھائے گا یعنی قیامت کے دن۔ (مالک نسائی۔ بیہقی)

جابر رضؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سے جب کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اس کو چاہیئے کہ اچھا کفن دے۔

عبداللہ بن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمراہی میں تھا اور حج کا احرام باندھے ہوئے تھا۔ کہ اس کی اونٹنی نے اس کی گردن توڑ دی اور وہ مر گیا۔ حضورؐ نے صحابہ رضؓ کو حکم دیا کہ اس کو بیری کے پتوں کے پانی میں غسل دو اور کفن دو دو کپڑوں کا اور نہ تو خوشبو لگاؤ اور نہ اس کے سر کو ڈھانکو۔ اس لئے کہ قیامت کے دن یہ شخص لبیک کہتا ہوا قبر سے اٹھیگا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ ان پر عمل کرنا تمام مسلمانوں کا فرض ہے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

باقی باقی

از جناب کمال الدین مدرس لاہور کارپوریشن

بچوں کا صفحہ

صدقۂ جاریہ

قسط اول

حضورؐ پاک کا ارشاد ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا ثواب ختم ہو جاتا ہے۔ مگر تین چیزیں ایسی ہیں جن کا ثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ ایک صدقہ جاریہ۔ دوسرے وہ علم جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے تیسرے صالح اولاد جو اس کے مرنے کے بعد دعا کرتی رہے (مسلم ابوداؤد نسائی وغیرہ)

خدا کا کس قدر احسان ہے کہ آدمی اگر یہ چاہے کہ مرنیکے بعد قبر میں میٹھی نیند پڑا سوتا رہے اور اس کے اعمال حسنہ میں اضافہ ہوتا رہے تو اس کا ذریعہ بھی خداوند تعالےٰ نے اپنے فضل سے پیدا فرما دیا ہے۔

حضورؐ نے ان میں سے تین چیزیں اس حدیث پاک میں ذکر فرمائی ہیں۔ ایک صدقہ جاریہ۔ یعنی کوئی ایسی چیز صدقہ کر گیا۔ جس کا نفع باقی رہنے والا ہو۔ مثلاً کوئی مسجد بنوا گیا۔ جس میں لوگ نماز پڑھتے رہیں تو جب تک اُس میں نماز ہوتی رہے گی۔ اس کو ثواب خود بخود ملتا رہے گا۔ اسی طرح کوئی مسافر خانہ کوئی مکان کسی دینی کام کے لئے بنوا کر وقف کر گیا۔ جس سے مسلمانوں کو یا دینی کاموں کو منفع پہنچتا رہا۔ تو اس کو اس نفع کا ثواب ملتا رہے گا کوئی کنواں رفاہ عام کے لئے بنوا گیا تو جب تک اس سے لوگ پانی پیتے رہیں گے وضو وغیرہ کرتے رہیں گے۔ اس کو مرنے کے بعد اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ (مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث میں حضورؐ کا ارشاد وارد ہوا ہے کہ آدمی کے مرنیکے بعد جن چیزوں کا ثواب اس کو ملتا رہتا ہے۔ ایک تو وہ علم ہے جو کسی کو سکھایا ہو اور اشاعت کی ہو اور وہ صالح اولاد ہے۔ جس کو چھوڑ گیا ہو اور وہ قرآن شریف جو میراث میں چھوڑ گیا ہو اور وہ مسجد ہے اور مسافر خانہ ہے جن کو بنا گیا ہو۔ اور نہر ہے جو جاری کر گیا ہو۔ اور وہ صدقہ ہے جس کو اپنی زندگی میں اور صحت میں اس طرح دے گیا ہو۔ کہ مرنے کے بعد اس کا ثواب ملتا رہے (مشکوٰۃ)

ثواب ملتا رہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ صدقہ جاریہ کے طور پر دے گیا ہو۔ مثلاً وقف کر گیا ہو۔ اور علم کی اشاعت کا مطلب یہ ہے کہ کسی مدرسہ میں چندہ دیا ہو یا کوئی دینی کتاب تالیف کی ہو۔ یا پڑھنے والوں کو تقسیم کی ہو یا مسجدوں اور مدرسوں میں قرآن پاک یا کتابیں وقف کی ہوں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ آدمی کے مرنے کے بعد سات چیزوں کا ثواب اس کو ملتا رہتا ہے۔ کسی کو علم پڑھا گیا ہو۔ کوئی نہر جاری کر گیا ہو۔ کوئی کنواں بنا دیا ہو۔ کوئی درخت لگا دیا ہو۔ کوئی مسجد بنا دی ہو۔ قرآن پاک میراث میں چھوڑ گیا ہو۔ یا ایسی اولاد چھوڑی ہو۔ جو اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی رہے (ترغیب) اور ان سب چیزوں میں یہ بھی ضروری نہیں کہ ساری تنہا ہی کی ہوں۔ بلکہ اگر کسی چیز میں تھوڑی بہت شرکت بھی کی ہو گی تو بقدر اپنے حصے کے اس کے ثواب میں سے حصہ ملتا رہے گا۔ دوسری چیز اوپر کی حدیث میں وہ علم دین ہے۔ جس سے لوگوں کو نفع پہنچتا رہے۔ مثلاً کسی مدرسہ میں کوئی کتاب وقف کر گیا۔ جب تک وہ کتاب باقی رہے گی۔ اور اس سے لوگ نفع اٹھاتے رہینگے تو اس کو ثواب خود بخود ملتا رہے گا کسی طالب علم کو اپنے خرچ سے حافظ قرآن یا عالم بنا گیا ہو۔ جب تک اس کے علم و حفظ سے نفع پہنچتا رہے گا۔ چاہے وہ عالم اور حافظ خود زندہ رہے یا نہ رہے۔ اس شخص کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ مثلاً کسی شخص کو حافظ بنایا تھا۔ اس نے دس بیس لڑکوں کو قرآن پاک پڑھا دیا اور وہ حافظ اس کے بعد مر گیا تو جب تک یہ لڑکے قرآن پاک پڑھتے پڑھاتے رہیں گے۔ تو اس حافظ کو مستقل ثواب ملتا رہیگا اور اس حافظ بنانے والے کو علیحدہ ثواب ہوتا رہے گا۔ اور اسی طرح سے جب تک ان پڑھنے والے لڑکوں کا سلسلہ پڑھنے پڑھانے کا قیامت تک چلتا رہے گا۔ تو اس اصل حافظ بنانے والے کو ثواب خود بخود ملتا رہیگا چاہے یہ لوگ ثواب پہنچائیں یا نہ پہنچائیں۔ یہی صورت بعینہٖ کسی شخص کو عالم بنانے کی ہے کہ جب تک بلاواسطہ یا بواسطہ اس کے علم سے لوگوں کو نفع کا سلسلہ چلتا رہے گا۔ تو اس اول عالم بنانے والے کو ان سب کا ثواب ملتا رہیگا۔ اور یہاں بھی وہی پہلی بات ہے۔ کہ یہ ضروری نہیں کہ پورا حافظ یا پورا عالم خود تن تنہا بنائے۔ اگر کسی حافظ کے حفظ میں اپنی طرف سے مدد ہو گئی یا کسی عالم کے علم حاصل کرنے میں اپنی طرف سے کوئی اعانت ہو گئی تو اس اعانت کی بقدر ثواب کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی کسی قسم کی جانی یا مالی کوشش علم دین کے پھیلانے میں۔ دین کے بقا میں اور حفظ وغیرہ میں لگ جائے کہ دنیا کی زندگی خواب سے زیادہ نہیں۔ نہ معلوم کب اس عالم سے ایک دم جانا ہو جائے جتنا ذخیرہ اپنے لئے چھوڑ جائے گا۔ وہی دیرپا اور کارآمد ہے۔ عزیز اقارب احباب۔ رشتہ دار سب دو چار دن رو کر یاد کرکے اپنے مشاغل میں لگ کر بھول جائیں گے۔ کام آنے والی چیزیں یہی ہیں۔ جن کو آدمی اپنی زندگی میں اپنے لئے کبھی فنا نہ ہونے والے بنک میں جمع کر جائے کہ سرمایہ بھی محفوظ رہے اور نفع قیامت تک ملتا رہے

تیسری چیز جو اس حدیث پاک میں ذکر کی گئی ہے وہ اولاد صالحہ ہے جو مرنے کے بعد دعائے خیر بھی کرتی رہے۔ اول تو اولاد کا صالحہ بنا جانا مستقل نیکی بھی ہے اور صدقہ جاریہ بھی ہے کہ جب تک وہ کوئی نیک کام کرتی رہے گی۔ اپنے آپ کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ پھر اگر وہ نیک اولاد والدین کے لئے دعا بھی کرتی رہے

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ۔ ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم و جیل مغربی پاکستان

۶۰۴۷
رجسٹرڈ ایل

منظور شدہ محکمہ تعلیم } ۱- لاہور زیجن بذریعہ چٹھی نمبری G / ۱۶۳۲۱ - مورخہ ۳ ر مئی ۱۹۵۶ عیسوی ❖
۲- پشاور زیجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۲۷۳/۲۴۸۱ - مورخہ ۷ ر ستمبر ۱۹۵۶ء ❖

اور جب وہ صالح ہے تو دعائیں کرتی ہی رہیگی - یہ مستقل ذخیرہ والدین کے لئے ہے۔

ایک نیک عورت کا قصہ روض میں لکھا ہے جس کو باھلیہ کہتے تھے - بڑی کثرت سے عبادت کرنے والی تھی - جب اس کا انتقال ہونے لگا تو اُس نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا اور کہا - اے وہ ذات جو میرا توشہ اور میرا ذخیرہ ہے اور اسی پر میرا زندگی اور موت پر بھروسہ ہے - مجھے مرتے وقت رسوا نہ کیجیو اور قبر میں مجھے وحشت میں نہ رکھیو - جب وہ انتقال کر گئی تو اس کے لڑکے نے یہ اہتمام شروع کر دیا کہ ہر جمعہ کو وہاں کی قبر پر جاتا اور قرآن شریف پڑھ کر اس کو ثواب بخشتا - اور اس کے لئے اور سب قبرستان والوں کے لئے دعا کرتا ایک دن اس لڑکے نے اپنی ماں کو خواب میں دیکھا اور پوچھا - اماں تمہارا کیا حال ہے - ماں نے جواب دیا - موت کی سختی بڑی سخت چیز ہے - میں اللہ کی رحمت سے قبر میں بڑی راحت سے ہوں - ریحان میرے نیچے بچھی ہوئی ہے - ریشم کے تکیے لگے ہوئے ہیں - قیامت تک یہی برتاؤ میرے ساتھ رہے گا - بیٹے نے پوچھا کہ کوئی خدمت میرے لائق ہو تو کہو - اس نے کہا کہ تو ہر جمعہ کو میرے پاس آکر قرآن شریف پڑھتا ہے اس کو نہ چھوڑنا - جب تو آتا ہے سارے قبرستان والے خوش ہو کر مجھے خوشخبری دینے آتے ہیں کہ تیرا بیٹا آگیا - مجھے بھی تیرے آنے کی بڑی خوشی ہوتی ہے اور ان سب کو بھی بہت خوشی ہوتی ہے وہ لڑکا کہتا ہے - میں اس طرح ہر جمعہ کو اہتمام سے جاتا تھا - ایک دن میں نے خواب میں دیکھا کہ بہت بڑا مجمع مردوں اور عورتوں کا میرے پاس آیا - میں نے پوچھا تم کون لوگ ہو - کیوں آئے ہو - وہ کہنے لگے کہ ہم فلاں قبرستان کے آدمی ہیں - ہم تمہارا شکریہ ادا کرنے آئے ہیں - تم جو ہر جمعہ کو ہمارے پاس آتے ہو اور ہمارے لئے دعائے مغفرت کرتے ہو اس سے ہم کو بڑی خوشی ہوتی ہے اس کو جاری رکھنا اسکے بعد میں نے اور بھی

یفرونہ پرنٹنگ ورکس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا